SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

. Sunday, March 25, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate, Hall (Parliament House), Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

ترجمہ :- اور (سُن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے - اور خدا ہی کارساز کافی ہے ٥ لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) اور لوگوں کو پیدا کر دے اور خدا اس بات پر قادر ہے ٥ جو شخص دُنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو خدا کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کے لئے اجر (موجود) ہیں اور خدا سنتا دیکھتا ہے ٥ (سورہ النساء)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین : جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ڈاکٹر محبوب الحق

ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمود احمد منڈو صاحب نے ٹیلی فون پر اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازیٔ طبع کی بنا پر آج ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایڈجرنمنٹ موشن، پروفیسر خورشید صاحب ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۲۔

i) Reported worse affairs of the Shaik Zaid Hospital, Lahore.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Prof Khurshid Ahmed: It has been reported in the press that Shaikh Zaid Hospital, Lahore, which is under the control of the Federal Government and is being run at a recurring expenditure of Rs. 65 million, is in a bad shape. There is misunderstanding between various categories of staff which has led to the decline in service standards. Post-graduation schedule is non-existent. There is an *adhoc* approach to career structure which is driving talented doctors away. People on deputation are not being regularized and young doctors are on contract service renewable every three months, with the result that there is no security of job and incentive for initiative and hard work. There is tension between the management and the staff. This situation in a leading hospital, which was supposed to be a model institution, reveals a grave situation which calls for urgent corrective action. This being a national issue of urgent importance I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this matter.

Mr. Deputy Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب آپ اس پر مزید کچھ فرمانا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اختصار کے ساتھ یہ عرض کروں گا سینیٹ میں بار بار صحت، ادویات، فارماسیوٹیکل مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور آج میں نے جس مسئلے پر حکومت کی توجہ دلائی ہے وہ ایک ایسے ادارے کے بارے میں ہے جس کے قیام پر خطیر رقم خرچ ہوئی ہے جو بین الاسلامی تعاون کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے جس کا انتظام مرکزی حکومت کے تحت ہے اور جس سے ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ دوسرے اداروں کے لیے مثال بنے گا لیکن صورت حال یہ ہے کہ مختلف قسم کی رپورٹیں آتی رہتی ہیں اور حال ہی میں جن اطلاعات کا میں نے اس میں ذکر کیا ہے اور جن کی بنیاد پر لاہور کے اخبارات نے editorial لکھے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سٹاف اور ایڈمنسٹریشن کے درمیان سخت چپقلش جاری ہے۔ وہاں سروس رولز کا احترام نہیں کیا جا رہا۔ adhoc/appointments short period contracts پر کام ہو رہا ہے ایک ایسا ادارہ جس پر لوگوں کی صحت اور زندگی کا انحصار ہے۔ اگر وہاں سٹاف ہی غیر مطمئن ہو گا تو پھر روزانہ جھگڑے ہوں گے جس کے نتیجے میں فطری طور پر اس ادارے کا معیار خراب ہو گا، لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں حاصل نہیں ہو سکیں گی۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے جس پر آپ کے کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جو published budget ہمارے سامنے آیا ہے، اس کے مطابق سالانہ چھ کروڑ روپے کے running expenditures ہیں۔ اتنے بڑے ادارے اور بڑے اہم ادارے کے بارے میں ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے اور یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے کہ اس کے اوپر بحث کی جائے یا حکومت اس معاملے کا بروقت نوٹس لے اور اصلاح احوال کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس تحریک التوا کا سارا دارومدار پروفیسر صاحب نے ایک اخباری اطلاع کے اوپر رکھا ہے۔ بنیادی بات ہے کہ جو چیزیں ہر روز اخبارات میں آتی ہیں وہ حقائق نہیں بن جاتیں تاوقتیکہ ان کے ساتھ حقائق ظاہر نہ ہو جائیں۔ اور یہ باتیں انہوں نے اخبارات سے ہی معلوم کی ہیں۔ پروفیسر صاحب کے علم میں یہ بھی ہے کہ ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس ضمن میں باقاعدہ بات چیت کی ہے جس میں وزیر صاحب تشریف لائے تھے، انہوں نے اس کے بارے میں پوری طرح سے کمیٹی کو مطلع کیا ہے۔ جہاں تک categorization کا تعلق ہے کہ ان میں grouping ہو چکی ہے یا ان کے گروپ بن چکے ہیں، یہ ہو چکا ہے یا وہ ہو چکا ہے۔ اصل میں بنیادی طور پر اور بہت ساری باتیں ہیں، اگر دیکھا جائے تو یہ ہسپتال ایک teaching institution کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ Post graduation کے لئے یہ ہاسپیٹل ہے، اس میں ٹریننگ کے لئے ڈاکٹرز آتے ہیں، جو بنیادی طور پر ہماری ہیلتھ پالیسی کا حصہ ہے۔ پھر انہوں نے ایک چیز نوٹ نہیں فرمائی کہ گزشتہ سال یا اس موجودہ سال میں مریضوں کی تعداد ۲۵ فیصد بڑھ چکی ہے اور ان کی تعداد بڑھ جانے کی وجہ سے لامحالہ طور پر بہت سارے ایسے مریض جو شاید یہ محسوس کرتے ہوں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب، جو ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں آپ اس پر غور کر رہے ہیں یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر وہ کوئی اور بات کرنا چاہ رہے ہیں تو وہ کر لیں میں اس کے بعد عرض کروں گا۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: محمد علی خان صاحب اسی سلسلے میں میری مدد کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی، وہ پہلے فرمالیں، وہ بیان کرتے ہیں تو ہم سنتے ہیں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا، ڈاکٹر صاحب، اب آپ تقریر فرمائیں۔ وہ میری ذمہ داری تھی، میں نے ان کو آپ کی طرف متوجہ کیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ میری بات ہی نہیں سن رہے ہیں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، یہ میری ذمہ داری تھی، آپ الجھن میں نہ پڑیں، جو میری ذمہ داری تھی، وہ میں نے پوری کردی ہے۔ اب آپ اپنے arguments جاری رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اصل میں بات یہ ہے کہ یہ چونکہ ایک teaching institution بن چکا ہے جس میں لامحالہ ڈاکٹر بھیجنے پڑتے ہیں جو house jobs کرتے ہیں اور وہاں پر جو structure ہے وہ permanent ہے، ان کو اصل میں medical institution کی understanding ہی نہیں ہے، اگر یہ مطالبہ کریں تو چاہے نشتر ہسپتال ہو یا کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ہو، میو ہسپتال ہو، خواہ کوئی بھی ہسپتال ہو، تو جو بھی teaching institution بنے گا، اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہوں گی جو عام حالت میں ایک ہسپتال میں نہیں ہوتی ہیں کیونکہ جو ڈاکٹر medical graduates بنتے ہیں، ان کو house job دینا پڑتا ہے، یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے، اگر وہ ٹریننگ نہیں لیں گے، تو وہ اپنی پانچسالہ تعلیم کے دوران جو سیکھتے ہیں اس سے تو وہ اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ ایک intravenous injection لگا سکیں یا minor surgery کر سکیں اور کسی کو وہ بنیادی طور پر relief دے سکیں۔ یہ house job ہی ہے جس کے دوران ایک ڈاکٹر ٹریننگ لیتا ہے۔ اس کے بعد وہ surgical میں جانا چاہے یا

physician بننا چاہیے، اس کا فیصلہ وہ بعد میں کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک factor تو یہ ہے کہ یہ ایک teaching institution بن چکا ہے اس لئے تمام trainee ڈاکٹروں نے بھی وہاں کام کرنا ہے، انہوں نے کام سیکھنا ہے۔ patients تو اکثر اس سے disturbed رہتے ہیں کیونکہ مریضوں کا examination کرنا پڑتا ہے، ان کی history لینی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! ڈاکٹر صاحب، ذرا غلط راستے پر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: چونکہ میں بھی اس کیس کی انکوائری میں شامل ہوں اس لئے بہت کچھ جانتی ہوں۔ پروفیسر صاحب نے جو بات پوچھی ہے اس کا جواب یہ نہیں دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہیں اور چلے گئے ہیں۔ پروفیسر صاحب جو پوچھ رہے ہیں، وہ یہ کہ between the doctors and staff. کوئی چپقلش ہے۔ وہاں post graduation کے بھی students ہیں۔ جو نیا ڈاکٹر بطور ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوا ہے وہ post graduation والوں کو وارڈ میں بھی نہیں جانے دے رہا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahiba you can't make a speech on a point order. This is no point of order, let him argue further

میں ابھی ڈاکٹر صاحب کو اسی لئے موقع دے رہا ہوں کہ وہ اپنی position explain کر سکیں اور اگر ضرورت ہوئی تو آپ کو بھی موقع دیں گے شکریہ!

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں بی بی صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اصل موقف بیان فرما دیا ہے کہ یہ ان کا اپنا issue ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: خیر، آپ اپنے arguments جاری رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ اس میں ایک پارٹی ہیں، وہاں کے انچارج

Dr. Sher Afgan Khan Niazi

سے ان کا ایک تنازعہ ہے ان سے ان کے اختلافات ہیں اور یہ سارا مسئلہ ان اختلافات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب چیئرمین،

Mr. Deputy Chairman: No cross talk.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بنیادی طور پر اس ہاسپیٹل کا جو انچارج ہے، اس کے ساتھ ان کا اختلاف ہے یہ کہتے ہیں کہ ان کو وہاں سے نکالو، اس لئے یہ موشن آئی ہے۔

otherwise it was duly discussed in the Standing Committee on Health.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب والا! یہ ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں، آپ کو موقع ملے گا اس طرح سے تو اس debate کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کوئی مزہ نہیں آئے گا، کوئی سمجھے گا بھی نہیں کہ کیا کارروائی ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی، وہ ٹھیک فرما رہی ہیں کہ ان کا یہ ذاتی مسئلہ ہے، میں تو قائل ہو گیا ہوں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، موشن کے substance پر بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! simple سی بات ہے کہ چونکہ یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے اس لئے یہ ملکی اہمیت کا حامل مسئلہ نہیں ہے۔

Country has not got shaken, nor even a single province has been shaken out of this news and, therefore, it may kindly be ruled out of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ جو پروفیسر صاحب نے TOUGH points کیے ہیں ان کا جواب دیں اور آپ اس controversy میں نہ جائیں کہ کس کا یہ ذاتی مسئلہ ہے اور کس کا نہیں ہے۔ آپ ان پر روشنی ڈالیں تاکہ پروفیسر صاحب بھی سن لیں اور ہم بھی سن لیں اور کسی فیصلہ پر پہنچ سکیں۔ ایک تو اس میں یہ ہے کہ ڈاکٹرز کی seniority affect ہو رہی ہے، ان کو job security نہیں ہے، اور یہ بھی mention کیا گیا ہے کہ وہاں پر گروپ بازی بھی ہے جس پر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کوئی strict watch نہیں ہے جو کہ administrative weakness ہے۔ تو آپ مہربانی فرما کر اس پر روشنی ڈالیں کہ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں ہے، اس کے بارے میں future میں آپ کیا سوچ رہے ہیں اور کیا فیڈرل گورنمنٹ کے under ہے یا نہیں ہے، مہربانی فرما کر آپ ان امور پر روشنی ڈالیں۔ Is it being run by the Federal Government? یا یہ autonomous body ہے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کے تحت ہے تو آپ کیا action لے رہے ہیں اور کیا لیں گے۔ یہ جو انہوں نے پریشانی ظاہر کی ہے کہ service rules ignore ہو رہے ہیں، سینئر ڈاکٹرز discourage ہو رہے ہیں، وہاں پر کوئی expertise نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے آپ اس پر بات کریں کیونکہ یہ national interest کی بات ہے، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی کا کوئی ذاتی مسئلہ ہے، نہ یہ پروفیسر صاحب کی کوئی ذاتی بات ہے۔ شیخ زید ہسپتال ایک بہت بڑا complex ہے، سارے پاکستان کی امیدیں اس سے وابستہ تھیں کہ وہاں پر بہت اچھا علاج ہوا کرے گا۔ اس پر شیخ زید صاحب نے بھی کافی investment کی ہے اور ہمارے بھی سالانہ ساڑھے چھ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں، اس طرح سے ڈاکٹر صاحب! یہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ پھر یہ پوری قوم کے مفاد کی بات ہے تو آپ مہربانی فرما کر اس کو اس spirit میں لیں اور پھر اس پر روشنی ڈالیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Please.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, whatever is not being contradicted by the Minister and although it was so stated by the mover should be accepted as having conceded, therefore, please put it to the House and decide the resolution.

Mr. Deputy Chairman: Shaikh Sahib, I am sorry this is no point of order. We are not here just to debate or corner each other.

(Interruption)

Dr. Sahib let me finish first.

(Interruption)

Please آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب
ہماری کوشش یہی ہے کہ national interest میں کوئی بات ہو اسی لئے
میں نے اس موشن کو دوبارہ پڑھوایا ہے اور کہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب، آپ
اس پر بات کریں۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب کو بھی سنیں گے، اگر ضرورت
ہوئی تو آپ سب کو سنیں گے لیکن اگر ہم صرف for the sake of criticism
بات کریں گے تو کوئی purposes serve نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! جن مسائل کی آپ نے
نشاندہی فرمائی ہے اور پروفیسر صاحب نے فرمائی ہے، چاہے یہ سٹاف کے
درمیان گروپ بازی کے ضمن میں ہے یا efficiency کے ضمن میں ہے یا
dealing with the patients ہے، ایڈمنسٹریشن کی بات ہے۔ ہسپتال
کی ساکھ کی بات ہے، وہاں اچھا علاج معالجہ نہیں ہو رہا
ہے۔

Categorically I deny and that is not the factual position, therefore, I request you that there is no truth in it, it may be ruled out of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں بالکل اعتراف کرتا ہوں کہ میں ڈاکٹر صاحب کی طرح ہمہ دانی کا دعویدار نہیں ہوں۔ نہ میرے پاس غیب کا علم ہے اور نہ ہی مجھے دنیا کے سارے علوم آتے ہیں، میں بہت ہی محدود علم رکھتا ہوں میں نے چند موضوعات پڑھے ہیں اور سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس کے بعد اخبارات سے، کتابوں سے اور جو لوگ مجھ سے ملتے ہیں ان سے جو معلومات مجھے ملتی ہیں۔ اسی کی بنیاد پر میں کوئی بات پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ بات درست نہیں ہے تو یہ متعلقہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی وضاحت کریں۔ میں نے جو سوال raise کیا ہے، ڈاکٹر صاحب نے اپنی ابتدائی presentation میں، حقیقت یہ ہے کہ اس کو bypass کر کے بہت سا وعظ سنانے کی کوشش کی ہے اور لوگوں کے ذاتی معاملات اس میں تلاش کئے ہیں جس کے وہ ماہر ہیں۔ لیکن میرا کوئی ذاتی تعلق شیخ زید ہسپتال سے نہیں ہے، کسی ڈاکٹر سے نہیں ہے۔ ایڈمنسٹریٹر سے نہیں ہے۔ میں personally ان میں سے کسی کو جانتا نہیں ہوں۔ میں نے یہ بات کہی کہ "نیشن" اخبار میں مفصل رپورٹ شائع ہوئی۔ اس کے بعد لاہور کے تین یا چار اخبارات نے اس پر editorial comments دیئے ہیں۔ یہ بحث مختلف جگہ پر میں نے دیکھی اور ڈاکٹروں نے احتجاج کئے ہیں ڈاکٹروں نے memorandum بھیجے ہیں اور اسی بنیاد پر میں اپنی یہ تحریک آپ کے سامنے لایا ہوں۔

اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو سمجھنا چاہیئے کہ تحریک التوا کے لئے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ خدانخواستہ پورا ملک اس سے shake ہو جائے یا خدانخواستہ کوئی province shake ہو جائے۔ ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے خیالی قسم کے خطرات کی بنیاد پر اگر

Prof. Khurshid Ahmed

تحریک التوا کی بات کرتے ہیں تو یہ درست نہیں ہے کسی ملک میں اگر ایک شخص کے ساتھ بھی ناانصافی ہوتی ہے، اس کی جان ضائع ہوتی ہے، لوگوں کے لئے مسائل و مشکلات پیدا ہوتے ہیں تو وہ ایسا مسئلہ بن جاتا ہے کہ جس کا نوٹس لینا چاہیے اور ماضی میں ایسا ہوا ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تحریک التوا کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی فوری اہمیت کے قومی مسئلے پر فرم کو بیدار کیا جائے۔ دوسرا یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو اس طرف متوجہ کیا جائے تاکہ وہ کسی غلطی کی اصلاح کرے۔ یہاں پر کوئی point score کرنا یا کوئی debate کرنا مقصود نہیں ہے۔ اور اس سے پہلے بھی بہت سے معاملات کی طرف حکومت کو متوجہ کیا گیا اور حکومت نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم انکوائری کرتے ہیں، ہم معلومات لیتے ہیں اور اگر کسی معاملے میں کوئی زیادتی ہو رہی ہے تو ہم اس کی اصلاح کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس صورت میں ہم نے اس کو ہمیشہ withdraw کیا ہے۔ یہی اس کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک قومی ادارے میں جس پر ساڑھے چھ کروڑ روپے قومی خزانے سے خرچ ہو رہے ہیں، جس سے سینکڑوں ڈاکٹر اور ہزاروں مریض متعلق ہیں، اس میں اگر ایڈمنسٹریٹر اور سٹاف کے درمیان اس قسم کی چپقلش اور tension پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں وہاں کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں حقداروں کو سہولتیں نہیں ملتیں، اور ڈاکٹرز جن مراعات کے حق دار ہیں ان کو سروس کی سیکورٹی کی جو ضرورت ہے، اگر یہ ان کو نہیں ملتی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس مسئلے کو یہاں اٹھائیں اور حکومت کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔ چہ جائیکہ وہ ایک blanket طور پر کہہ دے کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ کچھ نہیں ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ وہاں حالات خراب ہیں۔ وہاں سے دسیوں ڈاکٹر، نامور ڈاکٹر چھوڑ کر گئے ہیں، یہ رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ وہاں جو نوجوان ڈاکٹر ہیں وہ سخت پریشان ہیں۔ ایسے ڈاکٹر جن کو پارٹ ٹائم یا short period contract پر تعینات کر رہے ہیں۔ نتیجتاً وہ

uncertainty میں ہیں۔ ان چیزوں کی اصلاح کی ضرورت ہے اسی بنا پر ہم نے اس بات کو سامنے رکھا ہے اور چونکہ یہ مرکزی مسئلہ ہے، لوگوں کی صحت سے متعلق ہے۔ مرکزی خزانے سے اس پر خرچ ہو رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ فوری مسئلہ بھی ہے اور قومی اہمیت کا مسئلہ بھی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ آپ کچھ فرمانا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: شکریہ جناب چیئرمین! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود بھی اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن انہوں نے جس طریقے سے مجھے کہہ دیا ہے اور اس تحریک کی مخالفت کی ہے اس پر مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ میں سروس میں نہیں ہوں۔ بات یہ ہے کہ وہاں پر جتنے بھی senior consultants ہیں ان میں سے اتفاق سے کچھ ہمارے استاد بھی رہے ہیں۔ جو میرے خیال میں ان کے بھی استاد رہے ہوں گے، پتہ نہیں انہوں نے کہاں سے پڑھا ہے۔ جو اپنے consultants کے بارے میں بھی ان کے یہ خیالات ہیں۔ بات یہ ہے کہ وہاں پوسٹ گریجوایٹ سنٹر کے جو سٹوڈنٹس ہیں۔ آج تک ان کا result پورے پاکستان میں سب سے best رہا ہے۔ اب چونکہ سب consultants وہاں سے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ متعلقہ ڈاکٹروں نے resignations دے دیئے ہیں جن کی میرے پاس لسٹ ہے لیکن مجھے افسوس ہے آج مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ موشن آ رہی ہے۔ میں ابھی پہنچی ہوں۔ ورنہ میں آپ کو وہ ساری لسٹ بنا دیتی کہ کون کون ڈاکٹر جا رہا ہے۔ چنانچہ یہ نیشنل مسئلہ ہے۔ یہاں پر آپ کے senior consultants چھوڑ کر جا رہے ہیں اور جو ہمارے پوسٹ گریجوایشن والے سٹوڈنٹس ہیں وہ اتنے confused ہیں کہ وہ اسلام آباد میں میرے پاس آئے تھے کہ ڈاکٹر صاحبہ آپ ہی یہ مسئلہ حل کرائیں۔ ڈاکٹر صاحب اسی profession سے تعلق رکھتے ہوئے

[Dr. Noor Jehan Panezai]

کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب (ایڈمنسٹریٹر) سے میری کوئی مخالفت ہے۔ میری اُن سے کوئی مخالفت نہیں ہے بلکہ یقیناً ڈاکٹر صاحب کی اپنی مخالفت ان سے رہی ہوگی جو ان کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے یہ خیالات ہیں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس آنریبل ہاؤس کے "Decisions of the Chair" کے صفحہ 22 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

Kindly look into that. An adjournment motion which was placed befoe this august House taking a press report from a ver renowned paper 'Time' by Maulana Kausar Niaazi anad a decisio;n has bgeen given very rightly. I quote it.

"Based on a press report about misappropriation of American military aid worth 470 million dollars to Afghan Mujahideen while in pipeline in Pakistan for Mujahideen. Evidence of alleged misappropriation available from Quetta, Peshawar and Islamabad: Also misappropriation and pilferage of ration for Afghan Refugees on the basis of wrong statistics about refugees in Pakistan: does not relate substantially to one definite issue or a single specific matter: ....."

Now;

"..... Press reports or an article in newspaper or an editorial comment do not form basis for an adjournment motion unless contents thereof are admitted by the government as authoritative....."

Categorically, I deny on behalf of the government, therefore, I request on the basis of precedent of this adjournment motion, to rule this motion out of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب گزارش یہ ہے کہ

گو بعض اوقات رولز ہمارے راستے میں حائل ہو جاتے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ ایک important issue ہے اور public interest میں ہے اور جیسے آپ نے mention کیا ہے، ہم ہر معاملے کو صوبائی لیول پر نہیں لے جا سکتے ہیں، نہ اس کو کوئی ethnic issue بنانا چاہیئے، نہ بنا سکتے ہیں۔ چونکہ میں نے پہلے عرض کیا کہ بہت اہم institution ہے جس سے تمام عوام اور ملک کے تمام بیماروں کی امیدیں وابستہ ہیں اور جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے اور پریس میں information آئی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہو تو یہ بہت serious situation ہے اور اس کو کافی serious لینا چاہیئے اور گورنمنٹ سے request کرنی چاہیئے کہ وہ اس معاملے میں اپنی دلچسپی ظاہر کرے۔ اور ساتھ ساتھ آپ سے مجھے امید تھی کہ آپ کم از کم ہاؤس کو یہ assurance دیں گے کہ اگر کوئی بات ہے بھی تو آپ اس کا جائزہ لیں گے آپ کا یہ attitude میرے خیال میں مناسب نہیں ہے کہ ہر بات کو آپ deny کریں۔ اگر یہ attitude ہے بھی تو آپ کے پاس administrative ذرائع ہیں۔ چونکہ گورنمنٹ کا اس پر کنٹرول ہے اور کسی بھی خامی کو دور کرنا ہماری آپ کی مشترکہ responsibility ہے اس لئے کوئی کوشش ہونی چاہیئے تھی۔ چونکہ بعض رولز اس کے راستے میں حائل ہوتے ہیں اس لئے مجھے اس پر فیصلہ دینا پڑے گا۔ لیکن پھر بھی میں suggest کروں گا کہ اس سیننٹ کی جو صحت سے متعلق سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ اس ایشو کو لے اور اس کو trace out کرے اور facts and figures معلوم کرے اور پھر اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ under Rule 194 اسے زیر بحث لایا جا سکتا ہے لیکن اس میں چونکہ ٹائم لگے گا تو بہتر یہ ہو گا کہ سٹینڈنگ کمیٹی اس معاملہ پر initiative لے اور جو بھی اس کی findings ہیں انہیں رولز کے مطابق tackle کرے۔ موجودہ رولز کے پیش نظر the motion as such منظور نہیں کی جا سکتی اس لئے رول آؤٹ کی جاتی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ اجازت دیں۔ اس سے پہلے بھی ایسی روایات موجود ہیں کہ اس قسم کے ایشوز کو relevant Committee کو ریفر کر دیا گیا ہے۔ اسے بھی آپ relevant Committee کے حوالے کر دیں۔

Mr. Deputy Chairman: I have already given my decision, that is enough. This is over.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, you have given the right decision. I do agree with you.

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں ابتدا میں نہیں پہنچ سکا.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب میں آپ کو اس پر بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس معاملہ پر چونکہ Chair کا فیصلہ آچکا ہے اس لئے اس پر اب بولنا بے سود ہو گا۔ اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو کمیٹی کے پاس تشریف لے جائیں اور کمیٹی میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔

قاضی عبداللطیف: کس کے متعلق۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس ہسپتال کے متعلق۔

قاضی عبداللطیف: نہیں۔ یہ تو آپ نے کہہ دیا ہے۔ میں اب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اسی موضوع پر قاضی صاحب؟

قاضی عبداللطیف: میری علیحدہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں۔ فرمایئے۔

FATEHA

قاضی عبداللطیف : مجھے تو بس یہ عرض کرنا ہے کہ دعائے مغفرت پہلے ہونی چاہیئے۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہید ہوا ہے، سارے ملک میں واویلا ہے۔ احتجاج ہو رہے ہیں۔ وہ بہت بڑا علامہ تھا۔ لوگوں میں بہت مقبول تھا۔ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ضرور کی جائے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ نے صحیح فرمایا ان کے لئے دعائے مغفرت ہونی چاہیئے۔ جناب حسین بخش بنگلزئی صاحب۔

میر حسین بخش بنگلزئی : اسی دوران بلوچستان کے ضلع قلات میں زلزلے کی وجہ سے اکثر لوگ فوت ہو چکے ہیں اور کافی لوگوں کا نقصان ہو چکا ہے قلات کے زلزلہ زدگان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! جو آج تک غریب لوگ شہید ہو گئے ہیں یا فوت ہو گئے ہیں سب کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بالکل سب مسلمانوں کے لئے دعا فرمائیں۔

(ایوان نے قاضی عبداللطیف صاحب کی قیادت میں دعا کی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، ویسے میں گزارش کروں گا کہ تلاوت کے بعد اگر یہ رواج رکھا جائے کہ باقی بزنس لینے سے پہلے ہی یہ دعائیں ہوا کریں تو میرے اور قاضی صاحب کے درمیان یہ جو غلط فہمی ہوئی ہے اس کی گنجائش نہیں رہے گی۔

قاضی عبداللطیف : اسی لئے تو میں معذرت کر رہا تھا، میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آج میں نے ایک تحریک التوا دی ہوئی تھی جھنگ کے اندر ایک جلسے میں بم کا ایک دھماکہ ہوا ہے جس میں تین آدمی شہید ہوئے

[Mr. Ahmadmian Soomro]

ہیں وہ تحریک آج ہی آنی چاہیئے تھی معلوم نہیں اس کو کیوں مؤخر کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب میرے سامنے تو نہیں آئی، چیمبر میں شاید سیکرٹریٹ لیول پر ہو تو اس کو اگلے دن لے لیں گے وہ تحریک التوا ہے اس کے لئے پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کوئی پابندی نہیں ہے اس کو کل لیں گے پرسوں لے لیں گے، اگلی تحریک التوا، ۲۳ جی جنرل صاحب پڑھ دیجئے۔

POINT OF ORDER RE: INCORRECT PRINTING OF NAMES OF THE SENATORS

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ میں تحریک التوا کے متعلق کچھ عرض کروں میں گزارش کرتا ہوں کہ میرا نام اس میں بہت ہی غلط طریقے سے پرنٹ ہوا ہے، مجھے افسوس ہے کہ پرنٹنگ میں بڑی غلطیاں کی گئی ہیں ویسے میرا نام کوئی پہلی دفعہ نہیں چھپا، گزارش ہے کہ سینٹ کو ٹائپنگ کے وقت ذرا احتیاط کرنی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے پاس تو ٹھیک لکھا ہوا ہے، غلطی کہاں ہے جناب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: تحریک التوا کے نیچے آپ نام پڑھیے انہوں نے کس طرح بھیجے کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: correction کی جائے آئندہ اس قسم کی غلطی نہ ہو شکریہ!

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین! یہ موشن infructuous ہو گیا ہے کیونکہ حکومت نے پہلے ہی اس پر action لے لیا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے اور اس مادہ کو لانے والے جہاز کو کراچی آنے سے روک دیا گیا ہے اور میں حکومت کو

مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے موقع پر ہی اس پر ایکشن لے لیا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آئندہ import licence ملنا ہی نہیں چاہیئے اس قسم کے مواد کی درآمد کے لئے جس سے کوئی جانی یا مالی نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو جس نے اس کا import licence issue کیا ہے کم از کم اس سے پوچھ گچھ ہونی چاہیئے کہ یہ کیسے issue ہو گیا۔ شکریہ!

Mr. Deputy Chairman: The motion is withdrawn.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: The motion is infructuous because the government has already acted upon it.

Mr. Deputy Chairman: So, are you going to move it or not?

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: I will move it if you want it, Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: But you are not going to press it. **Is'nt?**

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir: Naturally because the government has already acted upon it.

Mr. Deputy Chairman: O.K. Not pressed.

Next, Mr. Ahmedmian Soomro, do you want to move a motion?

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, before we start according to the orders of the day I would like, through this House, to set the record straight in respect of the address of the President of France.

(Pause)

Mr. Deputy Chairman: Item No.2 - Discussion on the following motion moved by Senators Akhunzada Behrawar Saeed and Muhammad Tariq Chaudhary on 31st December, 1989:-

"The House may discuss the situation in occupied

State of Jammu and Kashmir arising out of recent disturbances".

(Interruptions)

Yes, please Prof. Khurshid Sahib.

POINT OF ORDER RE: SUPPLY OF STOOLS TO THE LIFT OPERATORS IN THE PARLIAMENT HOUSE.

پروفیسر خورشید احمد: قبل اس کے کہ ہم آرڈر آف دی ڈے پر آئیں
حمد میاں سومرو صاحب یہ ایشو اٹھا رہے ہیں اور مجھے بھی آپ کو اس
رف متوجہ کرنا ہے کہ اس سے پہلے گزشتہ سیشن میں بھی میں نے یہ سوال
ٹھایا تھا کہ ہمارے جو Liftmen ہیں یہ سخت تکلیف میں ہیں شروع میں
Liftme کو سٹول ملے ہوئے تھے۔ سات سات آٹھ آٹھ گھنٹے ان لوگوں
ڈیوٹی ہوتی ہے اور اس بارے میں ہمیں ہاؤس میں assure کیا گیا تھا
ہاں we are seized of this issue اور ان کو وہ سٹول فراہم کر دیئے جائیں
لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ مہینہ بھر گزر گیا ہے سی ڈی اے نے respond
ں کیا ہے lower staff نے جب سی ڈی اے والوں کو contact کیا تو
اب یہ ملا کہ سینٹ میں بات آتی ہے تو آیا کرے ہم وہی کریں گے جو
کرنا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وزیر متعلقہ موجود ہیں اور وہ
س کا سختی سے نوٹس لیں یہ اگرچہ ایک معمولی چیز ہے لیکن
وگ ہماری خدمت کرتے ہیں اور ان کی تکلیف ہماری تکلیف ہے ہمیں
کا پورا احساس ہونا چاہیے۔

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: Certainly I bring this to the noti the Chairman of the Senate and the Speaker of the National Assem think, they are the people who are responsible for arranging this thin far as the administrative set up is concerned here (within this building also a responsibility of the Parliament and if it is referred to the CD

will look into it. But I think the CDA looks after the maintenance of this building only.

Mr. Deputy Chairman: So, it means that we will provide them the stools by mutual understanding.

پروفیسر خورشید احمد: میں یہ وضاحت کر دوں کہ سپیکر یا سینٹ کے چیئرمین کا مسئلہ نہیں ہے میں نے سینٹ کے چیئرمین سے بھی بات کی ہے اور سینٹ کے چیئرمین نے یہ کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ میں نے یہ بات اس سے پہلے بھی point out کی تھی لیکن اس کے باوجود سی ڈی اے نے ابھی تک میرے اس حکم کو نہیں مانا.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔

(Interruptions)

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: We make sure that they are given proper facilites.

Mr. Deputy Chairman: Right.

Mr. Ahmedmian Soomro on a point of order.

POINT OF ORDER RE: ADDRESS OF THE PRESIDENT OF FRANCE.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I would request that before you take up the orders of the day, let me explain a point. As regards the address of the President of France to the National Assembly I want to set the record straight President of France. A spokesman of the government clarified that this address was to the National Assembly only and not to the Joint Session.

Mr. Deputy Chairman: I would request to the honourable Ministers to please listen to the speaker.

Mr. Ahmedmian Soomro: It was said by the government spokesman that this time the President of France was made to address to the National

Assembly because on an earlier occasion the President of Turkey had addressed the National Assembly only and not the Joint Session. I would respectfully draw the attention of the government to the debates published regarding Friday, the 15th of November 1985, *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of Pakistan Joint Sitting debates. "The *Majlis-e-Shoora* (Parliment) of Pakistan met in Joint Sitting in the Assembly Chamber, State Bank Building, Islamabad at 10.0 clock in the morning with Mr. Speaker, (Syed Fakhr Imam) in the Chair". So, this was a Joint Session addressed by the President of Turkey and it was an incorrect statement of the spokesman to say that this time the President of France addressed the National Assembly only because of that precedent. I, therefore, want to set the record straight. The Senators had been there and the address was made to the Joint Session. It has been said that the Senators were invited there. We did not need to be invited. We have our own gallery there. We have the right to go and sit there whenever we want and that invitation to us was really without lawful authority. It was our own gallery and there was no question of inviting us. However, the objectionable part was that address was confined to the National Assembly. The government should have enabled the President of France to address both the Houses in a Joint Sitting and the explanation given by the spokesman of government, I would say, is incorrect in view of the record.

Thank you, Sir.

(Interruptions)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں، پروفیسر صاحب کو فلور دیا ہوا ہے آپ کو بھی دیتا ہوں، جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں نہ صرف محترم سینیٹر احمد میاں سومرو صاحب کی اس معاملے میں پوری تائید کرتا ہوں کہ حکومت کے ترجمان کی طرف سے غلط بیانی کی گئی ہے اور پوری قوم کو اس معاملے میں misled کیا گیا بلکہ ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر Senate in session ہو اور اس وقت کوئی باہر کا dignitary آتا ہے تو اس کی صورت حال کچھ اور ہو گی اور اگر Senate in session نہ ہو صرف

ہو تو شاید صورت حال کچھ اور ہو لیکن جب National Assembly in session ہے سینٹ کے سارے ارکان موجود ہیں اس وقت آپ Senate in session صرف قومی اسمبلی میں ان کو بلاتے ہیں اور اس طریقے سے غلط بیانی کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ سینٹ کے ساتھ یہ ایک insulting رویہ اختیار کیا گیا جس پر ہم نے اس وقت بھی احتجاج کیا اب بھی ہم احتجاج کرتے ہیں اور اسی لیے ہم نے اس سیشن میں شرکت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب، آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, I made the clarification on behalf of the government, and that statement was given by me. I do stand by it. I can place three aspects of this very issue. Let us look into the precedents. I do say categorically as I was the Member of the National Assembly when Gen. Kenan Averan addressed the National Assembly. Joint Session was summoned once on foreign policy. I was one of the participants for discussing that policy.

Mr. Deputy Chairman: Let us be specific.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Let us be very clear about it.....

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib, please.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I have got the right to clarify it.

Mr. Deputy Chairman: I never deny your right Dr. Sahib but let us be specific. The point raised by the honourable Senator was that a Joint Session was addressed by the President of Turkey. You can say yes, or no to this.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I do again deny. It was not done even when Bandra Naike came in Peoples Party's first government.....

Mr. Deputy Chairman: No Dr. Sahib, I am sorry to say that he did address the joint session?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Not at all, Sir, I was one of the persons sitting on the floor.

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib please have your seat.

طارق رحیم صاحب اس کو آپ ذرا clarify کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He was not then the Member, I was the Member.

Mr. Deputy Chairman: That's between you to sort out.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: I would only clarify that there could be a misunderstanding. As far as this report is concerned perhaps this report does say that the President of Turkey did address the joint session because in his address it is "Mr. President, Mr. Speaker, Chairman of the Senate and Members of Parliament." Perhaps there was some other occasion...

Mr. Deputy Chairman: That's right. It can be.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: But I think Sir, we should not make this an issue. The point is well taken. I think the government understands the point. We have no disrespect for the Senate and we can assure the Senators that we have the greatest respect for you and it will continue to happen. I may say here Sir, that today the Prims Minister was to come here and be here in the Senate today, I myself and the Information Minister had gone to take her from the Foreign Office briefing but, unfortunately that briefing of the Ambassadors has taken a longer time. *Inshaallah* during this session she will also be visiting the Senate to grace here and be amongst the Senators.

Mr. Deputy Chairman: And you do take Senators in confidence in future for the joint session meeting.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I only wanted to set the record straight.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Please (addressing to Dr. Sher Afgan Khan Niazi) take your seat. Dr. Sahib. don't compel me to enforce the rules. He has got the floor let him speak. You will get your chance, have patience. Please don't create such a situation in the House.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: But there is no constitutional provision, no precedence.

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! مختصر بات یہ ہے ہاؤس کے اس فلور پر گورنمنٹ کی طرف سے سینٹ کے احترام کے سلسلے میں اکثر assurances دیئے گئے ہیں مگر عملاً ان پر کبھی بھی عمل نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: انشاءاللہ اب کریں گے۔

میر حسین بخش بنگلزئی: اب کریں گے۔ انشاءاللہ آپ بھی کہہ رہے ہیں اور انشاءاللہ میں بھی کہہ رہا ہوں لیکن اس ایک موقع کا جہاں تک تعلق ہے دوسرے موقع کے بعد اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ assurances پورے نہیں ہوتے تو پھر اس ہاؤس کا اپنا فیصلہ ہوگا۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Shaikh Sahib let's be serious about the business of the House. Enough is enough for this point. They have taken note of the point. Thank you very much. Ahmedmian Soomro Sahib.

MOTION UNDER RULE 171 (1) TO CONDONE THE DELAY OCCURRED IN THE PRESENTATION OF REPORT ABOUT THE SITUATION IN SINDH.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I move under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that time for presentstation of report of the Special Committee of the Senate on the situation in Sind be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. It has been moved by Senator

Ahmedmian Soomro that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the time for presentation of the report of the Special Committee of the Senate on the situation in Sindh be condoned till today.

The leave was granted.

Mr. Deputy Chairman: Yes, he has got the leave of the House. Please move it.

REPORT REGARDING SITUATION IN SINDH PRESENTED.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I beg to present the report of the Special Committee of the Senate on the situation in Sindh alongwith with the note of dissent from Senator Ejaz Ali Khan Jatoi.

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Yes, Kazi Sahib on a point of clarification.

Mr. Abdul Majid Kazi: There was a note of dissent given on the pos script by Mr. Ejaz Jatoi and myself and I am in possession of the prefac which has been re-written.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I have placed all of them alongwith that.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سومرو صاحب تشریف - please رکھیں۔

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, here only one point has been mentioned that a note of Ejaz Jatoi has been accepted, that's all. What I am suggesting is that there was a post script also and then there was a note of dissent on that post script and a note of dissent by Mr. Ejaz Jatoi and myself, and the preface was re-written. So, these points were not a part of last decision that was given by the Senate. At that time only the authority was given that the note of Mr. Ejaz Jatoi should be considered. Now, all this is being placed but under what authority?

Mr. Deputy Chairman: Thank you Kazi Sahib, I think, you had been working in the same committee and this was the issue supposed to be taken there in the committee and once you have signed the committee report to

the House how can we help.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, here it has been said that they are placing the note of Mr. Ejaz Jatoi alone. What they are placing now, I want to get clarification. Let us first of all get those notes first. Are they there or they are not there? If they are not there, It's okay.

Mr. Deputy Chairman: So, you have placed yourself on the record, thank you very much.

Mr. Abdul Majid Kazi: Mr. Chairman, a point Sir.

Mr. Deputy Chairman: We took your point which has come on the record of the House.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I am not getting the clarification.

Mr. Deputy Chairman: How can I allow you for a debate here while you have been working in a Committee? how can I allow you for a debate here to argue with each other?

Mr. Abdul Majid Kazi: Mr. Ejaz Jatoi gave a note of dissent.

Mr. Deputy Chairman: Who gave the permission? This was the committee.

Mr. Abdul Majid Kazi: Yes Sir, but alongwith that post script and the note of dissent on that they are also being placed. I want to know whether they are being placed or not? If they are being placed why they are not mentioned here in this report? This is what I am asking for. Let them clarify first. If they are placing, let that come here.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: I won't allow any discussion, Let me also understand it.

Yes, Ahmedmian Soomro Sahib.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I have placed everything before the House. The House is to determine everything. I did not want to suppress

[Mr. Ahmadmian Soomro]

anything from the House. I gave the note of dissent of Mr. Ejaz, a post script and a reply to the post script given by Kazi Sahib himself. I have placed all before the House and it will be debated in the House on a motion later on and he will have full opportunity, everyone will have full opportunity to discuss that.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Mr. Abdul Majid Kazi: Because here only the note of Ejaz Jatoi is taken.

Mr. Deputy Chairman: Kazi Sahib, it will be taken when we will take this subject for discussion. Yes, Prof. Sahib.

پروفیسر نذیر احمد: اگر قاضی صاحب اطمینان سے preface کو پڑھ لیتے تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ

The Committee however, have no hesitation i accepting Senator Ejaz Ali Khan Jatoi's Position that he himself did not release the note to the press. The Committee has also included Senator Jatoi and Mr. Abdul Majid Kazi's comments on the posts script. It is written there.

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب جب اس پر ڈیبیٹ ہو گی تو discussion کے دوران آپ کو پورا موقع ملے گا۔ آپ لوگوں کو سال میں ایک دن ملتا ہے تو اس میں بھی اگر یہی کچھ ہو گا تو کام کیسے چلے گا۔ اب آئٹم نمبر ۲۔

Discussion on the following motion moved by Senators Akhunzada Behrawar Saeed and Muhammad Tariq Chaudhry on 31st December, 1989:-

> "The House may discuss the situation in occupied State of Jammu and Kashmir arising out of recent disturbances."

A SUBSTANTIVE MOTION ON THE RESOLUTION OF DISCUSSION ON SITUATION IN OCCUPIED KASHMIR.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! لسٹ پر اگر کوئی سپیکر نہیں ہے تو پھر،

We would like to move a substantive motion on that for which I have already moved.

Mr. Deputy Chairman: So why was it placed on the agenda?

پروفیسر خورشید احمد: اسے conclude کرنا ہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا تو اس پر کیا کرنا ہے۔

May be taken as discussed.

پروفیسر خورشید احمد: جی میں عرض کرتا ہوں۔ رول ۱۹۴ کے تحت discussion کے بعد ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم اس کے اوپر Substantive motion لا رہے ہیں محمد علی خان صاحب اور اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب کی طرف سے نوٹس آپ کو پہلے ہی مل چکا ہے۔ میں اس کو پڑھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ substantive motion move کرنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں under the rules آپ کو پہلے آفس میں دینی چاہیے تھی۔ کیونکہ آج کے ایجنڈے میں تو نہیں ہے۔

(Interruption)

نہیں اب وہ substantive motion move کرنا چاہتے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That they want to move the resolution.

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ substantive motion move کرنا چاہتے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Their can move substantive motion when it is converted under Rule 119.

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہی میں نے عرض کیا نہ کہ Dr. Sahib this is what I have requested to Prof. Sahib اس کے لئے نوٹس نہیں دیا گیا۔ پروفیسر صاحب اس کے لئے نوٹس دیں گے اس کے بعد.....

پروفیسر خورشید احمد: نوٹس دے دیا ہے۔ آج ہی ہم نے اس کا نوٹس دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

When I am there why are you responding?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Why is he reading the resolution?

Mr. Deputy Chairman: Let him, this is between the Chair and the honourable Member.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، آپ کو موقع ملے گا، آپ بیچ میں کیوں مداخلت کر رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اور اخونزادہ صاحب آج تین بجے یہ resolution بھیج چکے ہیں۔ البتہ ان کو اگر وقت چاہیئے تو مانگ لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب، میرے خیال میں ان کو بھی اور سیکرٹریٹ کو بھی وقت دے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے اسے اگلے پیر پر آئیں گے۔

اخونزادہ بہرہ درسعید: جناب! ایجنڈے پر کب لائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم جیسے دوسرے ریزولیوشن لایا کرتے ہیں، اس کو بھی ویسے ہی لائیں گے، اخونزادہ صاحب، آج تک کوئی چیز رہ تو نہیں گئی ہے؟ اس کو دیکھیں گے اور work out کریں گے۔ جناب شاد محمد خان صاحب۔

Mr. Shad Muhammad khan: I beg to move, Sir, this Resolution...

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو move ہو چکا ہوا ہے۔

Mr. Shad Muhammad Khan: I am again repeating it, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، اس کی ضرورت کیا ہے۔

جناب شاد محمد خان: اگر آپ کہتے ہیں تو repeat نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے۔ repeat کرلیں۔

RESOLUTION RE: MERGING OF KALA DHAKA IN SETTLED AREA OF NWFP.

Mr. Shad Muhammad Khan: "This House requests that the Tribal Area known as Kala Dhaka situated in between the settled areas of Hazara and Swat Division, be merged in the NWFP and suitable action be taken in that behalf as required by the Constitution".

جناب محمد حنیف خان: میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کو آپ oppose نہیں کریں گے، کیونکہ یہ پہلے پیش ہو چکا ہے۔ اب اس پر بحث ہونی ہے۔

جناب شاد محمد خان: حضور والا! میں اس کی وضاحت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ خان صاحب اس کی اپوزیشن کرنے کے لئے اٹھے ہیں حالانکہ خان صاحب خود بھی اس میں involve ہیں، جب یہ باتیں سنیں گے تو انشاء اللہ یہ ہماری support کریں گے۔

[Mr. Shad Muhammad Khan]

حضور والا! میں قبائلی بھائیوں سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ یہ علاقہ جس کے merge کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ اس کی غرض و غایت کیا ہے۔ اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ حضور والا! اس علاقے کا تعلق نہ ڈیورنڈ لائن سے ہے نہ اس کا قائداعظم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہوا ہے کہ جس کے مطابق گورنمنٹ اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتی۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس علاقے کی نوعیت ایک علیحدہ قسم کی ہے، یہ علاقہ جو کہ تقریباً 80 کلومیٹر لمبا اور دس پندرہ کلومیٹر چوڑا ہے۔ اس کی situation جو ہے یہ سوات کے merged areas اور settled areas ہزارہ ڈویژن کے merged area کے درمیان ایک pocket کی سی ہے۔ حضور والا! نہ یہ FATA ہے Federally Administered tribal Areas نہ یہ PATA ہے (Provincially Administered Tribal Area) یہ باقاعدہ ADP سے فنڈز لیتا ہے، ADP کے پروگرام یہاں چلائے جاتے ہیں، سپیشل پروگرام یہاں چلائے جاتے ہیں اس کی ایک نمائندہ حیثیت بھی ہے، اس کی ستر ہزار آبادی ہے، اس آبادی کا ایک نمائندہ صوبائی اسمبلی میں موجود ہے۔ ہمیں جو پریشانی ہے وہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور یہی پریشانی سوات والوں کو بھی درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ معلوم نہیں ہے کہ یہاں صوبائی حکومت کے قوانین لاگو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو لاگو ہونے چاہئیں، اس سلسلے میں اگر کوئی آئینی رکاوٹ ہے تو اسے دور کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ out-laws کا ایک den ہے۔ ہزارہ ڈویژن میں جو بھی واردات ہوتی ہے، جو absconders ہوتے ہیں، وہ یہاں پناہ لیتے ہیں۔ سوات میں جو لوگ واردات کرتے ہیں وہ یہاں پناہ لیتے ہیں، اور حکومت وہاں اس لئے ایکشن نہیں لیتی کہ یہ علاقہ غیر ہے۔ میں نے جیسے بیان کیا ہے کہ نہ یہ ڈیورنڈ لائن کا علاقہ ہے اور نہ ہی افغانستان کے ساتھ اس کا اس طرح کا کوئی مسئلہ ہے، نہ یہ PATA ہے یعنی Provincially Administered Tribal Areas، یہ چھوٹا سا علاقہ ہے جہاں کوئی قوانین لاگو نہیں ہیں، یہاں کے ایم پی اے صاحب اس

ransom میں شریک ہوتے ہیں، جو اغوا شدگان سے لیا جاتا ہے ہزاروں روپے ادا کر کے لوگ اغوا شدگان کو واپس لاتے ہیں لہٰذا میں huminitarian grounds پر اس ہاؤس سے استدعا کروں گا کہ چونکہ اس کی حیثیت ایک ناسور جیسی ہے، ہمارے لوگ بہت تنگ ہیں، ہمارے علاقے میں روز ڈاکے پڑتے ہیں، لوگ اغوا کر کے وہاں لے جائے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب حکومت یہ موقف اختیار کرے گی کہ سردست اس قرارداد کو ملتوی کیا جائے کیونکہ وہاں سڑکیں نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں، جناب والا! آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں نیو درینہ سے لے کر تھاہ کوٹ تک جو in between راستہ جاتا ہے کالا ڈھاکہ میں سے، ۷۰ کلو میٹر تک سڑک بن چکی ہے، اس پر ٹریفک بھی جاری ہے، اگر اس پر ایک پولیس اسٹیشن بھی قائم کیا جائے تو کوئی قباحت نہیں ہو گی، اس سے اس علاقے میں امن و امان قائم ہو گا، اور اس سے ہماری جان بھی چھوٹ جائے گی اور ہم رات کو آرام کی نیند سو سکیں گے۔

حضور والا! اگر اس علاقہ کو settled area میں شامل کیا گیا تو ایک اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا کہ یہ علاقہ ادگی تحصیل سے منسلک ہے تو اس کا اگر اس کو جزو بنایا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہو گی۔

میں huminitarian grounds پر لوگوں کی تکالیف کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو اس ایوان میں لایا ہوں۔ یہ ایک federal subject ہے، اور یہ کام آئین میں ترمیم کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے میں وزیر صاحب سے بھی التماس کروں گا کہ اگر واقعی انہیں بھی ان تکالیف کا احساس ہے تو وہ اس قرارداد کو oppose نہ کریں۔ میں ہاؤس سے بھی درخواست کروں گا کہ انسانی قدروں کی خاطر، خدارا اس قرارداد کو منظور کریں تاکہ لوگوں کو پریشانیوں سے چھٹکارا مل سکے اور وہ امن و امان کی زندگی گزار سکیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! محترم جناب شاد محمد خان صاحب

[Prof. Khurshid Ahmed]

نے جو ریزولیوشن پیش کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ پر اس ایوان اور حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے، اس کے پیچھے واقعی حقیقی مشکلات ہیں اور جہاں تک اس وقت اس ریزولیوشن کا تعلق ہے، اس کے بارے میں تو شاید دو آرا نہیں ہو سکتی ہیں لیکن میں اس سے آگے بڑھوں گا اور میں یہ کہوں گا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ Tribal areas کے لوگوں کو بھی وہ سارے حقوق ملیں اور ساری ضمانتیں ملیں جو settled areas کے لوگوں کو ملتی ہیں human rights اور fundamental rights اور عدالت کا process، جس سے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر ان کو محروم رکھا گیا ہے، ملنے چاہئیں، اور یہ صحیح نہیں ہے، پاکستان کی integration کے لئے یہ بات بے حد ضروری ہے کہ ان کو یہ حقوق ملیں۔ تو اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ پہلے step کے طور پر اس ریزولیوشن کو پاس کرنا چاہیئے۔ اور حکومت کو کم از کم اس علاقے کے مسائل حل کرنے چاہئیں یہاں ان چاروں بنیادوں Security, geographic, transport, human relationship پر علاقہ کے لوگوں میں مسائل پیدا ہو رہے ہیں، یہ مسائل حل ہونے چاہئیں، پھر آگے چل کر یہ ایک نظیر بنے گی جو کہ جمہوری اور دستوری زندگی کے دوام کے لئے سنگ میل کی حیثیت کی حامل ہو گی اور یہ سلسلہ باقی علاقوں تک بڑھانے کے لئے مثال بھی ہو گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں اخونزادہ صاحب، آپ نماز مغرب کے بعد اظہار خیال فرمائیں۔

اخونزادہ بہرہ درسعید: ٹھیک ہے جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ۲۰ منٹ کے لئے ہاؤس کو ملتوی کرتے ہیں نماز کے بعد پھر ملیں گے۔

[The House adjourned for Maghrib prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman (syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.]

جناب ڈپٹی چیئرمین: اخونزادہ بہرہ درسعید صاحب جی۔

اخونزادہ بہرہ درسعید: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب جو قرارداد میرے محترم دوست شاد محمد خان صاحب نے پیش کی ہے۔ میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں اور اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ تقریباً ۴۳ سال پیشتر ہم آزاد ہوئے۔ مگر جو discrimination کی پالیسی انگریز نے بنائی تھی اسی پر اب بھی عمل ہو رہا ہے جہاں تک صوبہ سرحد کے عوام کا تعلق ہے۔ انگریز نے اس خطہ ارضی کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا۔ جناب چیئرمین صاحب! ایک کو tribal area دوسرے کو settled are تیسرے کو agencies اور چوتھے کو states۔ اور یہ تعجب کی بات ہے کہ اس ایریا میں ایک ہی قوم آباد ہے۔ ان کی زبان بھی ایک ہے ان کا لباس بھی ایک ہے ان کا رواج بھی ایک ہے ان کا تمدن اور سب کچھ ایک ہے۔ مگر انہیں انہی عینکوں کے ساتھ دیکھا جاتا ہے جن سے انگریز نے انہیں دیکھا تھا اور ان کے لئے جو پالیسیاں بنائی جاتی ہیں وہ وہی پالیسیاں ہیں جو ابھی تک بغیر کچھ سوچے سمجھے pursue کی جاتی ہیں۔

جناب والا! یہ ایریا ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر اس جگہ کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس کی مثال یوں ہے کہ مردے کے پاؤں ایک تھانے کی حدود میں ہوں گے اور ہاتھ دوسرے تھانے کی حدود میں ہوں گے اور سر تیسرے تھانے کی حدود میں ہوگا کوئی تھانہ اسے قبول نہیں کرتا ہر ایک کہتا ہے کہ دوسرے تھانے میں جا کر رپورٹ کرو۔ کالا ڈھاکہ کی حالت یہی ہے۔ نہ تو یہ Federally Administered Tribal Areas میں شامل ہے۔ نہ یہ Provincially Administered Tribal Areas میں شامل ہے۔ نہ یہ settled areas میں ہے۔ اب یہ لوگ کہاں جائیں۔ ایڈمنسٹریشن کے پاس جاؤ تو وہ یہی کہتے ہیں کہ بھئی

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ہمارے بس کی بات نہیں ہے اور جب کوئی اور بات ایسی ہو جاتی ہے، جہاں پر کچھ اغوا کے پیسے حاصل کرنے ہوں یا کوئی موٹر گاڑی کے پیسے حاصل کرنے ہوں تو اس وقت ان کے آفیسر موجود ہوتے ہیں وہ کھانے کے لئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت اس پر سوچے نہیں بلکہ عمل کرے۔ اگر یہ Provincially Administered Tribal Areas کا حصہ ہے تو وہ سارے قوانین جو Provincially Administered Tribal Areas پر نافذ العمل ہیں اس پر نافذ ہونے چاہئیں اور اگر وہ Federally Administered Tribal Areas ہے تو اس پر وہ سارے رواج لاگو ہونے چاہئیں، اور اس کو وہ تمام حقوق دیئے جائیں جو ان کو دیئے جاتے ہیں۔ مگر، میں ایک عرض کروں گا کہ اب بھی چاہے وہ Federally Administered Tribal Area ہے جس کو فاٹا کہتے ہیں اور چاہے اس کو Provincially Administered Tribal Areas کہتے ہیں۔ یہاں کے عوام ابھی تک بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ ابھی تک fundamental rights کا فائدہ حاصل کرنے کا حق انہیں نہیں ہے۔ ابھی تک وہ قانونی چارہ جوئی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں نہیں کر سکتے۔ اور اگرچہ یہ اسی province میں ہیں لیکن وہاں کے لئے کچھ اور قوانین بنائے گئے ہیں جس کو FATA Regulations کہتے ہیں۔ اور یہ تعجب کی بات ہے کہ ابھی ابھی پشاور ہائی کورٹ نے اس علاقے میں PATA کو کالعدم قرار دیا ہے اور یہ hold کیا ہے کہ یہ چیز fundamental rights کے ساتھ conflict کرتی ہے اس واسطے یہ قوانین یہاں نافذ نہیں ہونے چاہئیں۔ اس کے باوجود سپریم کورٹ میں جا کر اپیل دائر کی گئی ہے اور عارضی طور پر stay حاصل کیا گیا ہے۔ یہی چیز جناب Federally Administered Tribal Areas میں ہے میں یہی کہوں گا کہ جو FCR ان پر نافذ ہے اس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس میں اپیل کا حق نہیں ہے۔ جو فیصلہ پولیٹیکل ایجنٹ کرتا ہے۔ اس کے بعد کوئی اپیل نہیں ہے۔ ایک نگرانی ہے اور نگرانی بھی اس کمشنر کی مرضی ہے وہ کرے یا نہ کرے۔ اگر یہ دیکھا گیا ہے کہ "رواج" rejected

میں یہ نہیں سمجھتا کہ ایسی کون سی The order of the lower Court is based on
حکومت آئے گی جو کم از کم صوبہ سرحد کے ان عوام کو ایک سطح پر لائے گی
ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو settled areas میں کیا جاتا ہے۔
جناب والا! PATA Regulations بھی اور ایف سی آر کے ضمن میں سپریم
کورٹ اور ہائی کورٹ نے بالکل صاف کہا ہے کہ fundamental rights قانوناً
سارے پاکستان پر حاوی ہیں۔ اور سپریم کورٹ کو اور ہائیکورٹ کو یہ
حق حاصل ہے کہ رٹ کے ذریعے وہ ان کا فیصلہ کرے مگر اس پر عملدرآمد
کی کوشش نہیں کی جاتی اور صوبائی حکومت یا فیڈرل حکومت اس میں
حائل ہے اس میں کیا تک ہے ہم ایک قوم ہیں ہمارا ایک حصہ صدر مملکت
کے ماتحت ہے دوسرا ہمارا حصہ کمشنر کے ماتحت ہے تیسرا ہمارا حصہ کسی
پولیٹیکل ایجنٹ کے ماتحت ہے ہمارا قصور کیا ہے کیا ہم پاکستانی نہیں
ہیں کیا ہم ان حقوق کے حقدار نہیں ہیں جو کہ آئین میں دیئے گئے ہیں یہ روز
جو آئین کی پاسداری آئین کا تقدس بحال رکھنا آئین کو پامال کرنے کی اجازت
نہ دینے کا راگ الاپتے ہیں کب اس پر عمل کریں گے ہمیں وہی حقوق کیوں
نہیں دیئے جاتے جو آئین میں دیگر پاکستانیوں کو دیئے گئے ہیں کیا وجہ
ہے ہم اس کے اہل نہیں ہیں اگر اس کے ہم اہل نہیں ہیں تو پھر ہماری نمائندگی
کی کیا ضرورت ہے ہم میں ممبران قومی اسمبلی ہیں.....

Mr. Deputy Chairman: Khan Bahadur Sahib on point of order.

جناب خان بہادر خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، ابھی تک
میرا خیال ہے ہاؤس کو یہ بات نہیں بتائی گئی تاکہ صحیح بحث ہو سکے اس
پر کہ آیا یہ merged area ہے یا نہیں ہے یہ Provincially Administered Tribal
Area یا Federally Administered Tribal Area ہے جن لوگوں نے اس
قرارداد کو پیش کیا ہے وہاں انہوں نے ایک طرف یہ کہا کہ اس کا صوبائی
ممبر ہے اس کی ستر ہزار آبادی ہے دوسری طرف قرارداد میں یہ کہتے ہیں کہ

اس کو merge کیا جائے تو یہ دونوں contradictory باتیں ہیں پہلے یہ صاف بات کریں کہ آیا یہ merged ہے کہ نہیں ہے اور اگر merged نہیں ہے تو پھر اس کی Constitutional position کیا ہے۔ کیا آئین کی amendment ہو گی۔ کوئی صحیح بات تو ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ خان صاحب، جہاں تک میں سمجھا ہوں شاد محمد خان صاحب نے اپنی قرارداد میں تو یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی BELT ہے between the 2 Divisions جو قبائلی علاقے میں ہے.....

جناب خان بہادر خان: جناب قرارداد میں لفظ "merge" لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کی قرارداد سے جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ Tribally Administered Area ہے جو نہ سوات ڈویژن میں ہے اور نہ ہی ہزارہ ڈویژن میں ہے۔

جناب شاد محمد خان: نہیں جناب، مجھے ذرا اس کی وضاحت کرنے دیں جناب والا! میں نے یہ صاف لکھا ہے قبائلی بھائیوں کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے کہ یہ Federally Administered Tribal Area نہیں ہے۔ اسی طرح جس طرح بہرہ ور سعید صاحب نے کہا ہے نہ یہ Provincially Administered Tribal Area ہے اور یہ کہتے ہیں merged ہے اگر یہ ہمیں تسلیم کرا رہے ہیں کہ merged ہے تو پھر وہ قوانین نافذ کیوں نہیں ہوتے اور اس کو علاقہ غیر تصور کر کے ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ merged ہے ان کی دانست کے مطابق تو ہمیں merge کر کے دیں تاکہ ہمارے مسائل سارے حل ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاد محمد خان صاحب اس ایشو پر ابھی تک confusion ہے آپ نے اس میں تو لکھا ہے کہ ان دو ڈویژنوں میں سے ایک

ڈویژن میں merge کیا جائے۔

Mr. Shad Mohammad Khan: It should be merged in Hazara Division.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس وقت کہاں ہے سوات میں ہے؟

جناب شاد محمد خان: جی نہ سوات میں ہے نہ ہزارہ میں ہے between ہے۔

اخونزادہ بہرہ درسعید: جناب آئین کا آرٹیکل ۲۴۶ جو ہے اس میں

246 (b), "Provincially Administered Tribal Areas" means-

(i) the districts of Chitral, Dir and Swat (which includes Kalam) the Tribal Area in Kohistan district, Malakand Protected Area, the Tribal Area adjoining Mansehara district and the former State of Amb; and

(ii) Zhob district, Loralai district (excluding Duki Tehsil) etc. ect.

, all is mentioned in Article 246 (b) for the information of my learned end who happens to be an advocate too. It is clear, Sir, that this district is t included anywhere.

Mr. Mohammad Hanif Khan: This is very much there. If you kindly ok at Article 246(b) that Tribal Area adjoining Mansehra district and the mer state of Amb; and.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جس کے متعلق بات ہو رہی ہے وہ Provincially Administered Tribal Areas ہے جو Constitution میں آرٹیکل ۲۴۶ کے تحت declared ہے اگرچہ انہوں نے جو Quote کیا ہے وہ ہے۔

Mr. Shad Muhammad Khan: Point of order Sir. This is another ambiguity.

جناب والا! وہ جو آپ مانسہرہ کا ڈسٹرکٹ کہتے ہیں تو وہ ٹنگرام tribal area

اور کوہستان ٹرائبل ایریا ہے نہ کہ کالا ڈھاکہ ہے جو merge ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں پڑھ دیتا ہوں جو معزز ڈاکٹر نیازی صاحب نے فرمایا تھا۔ جی میں پڑھ دیتا ہوں یہ آرٹیکل ۲۴۶ ہے۔

In the Constitution 'Tribal Areas' means the areas in Pakistan which immediately before the commencing day.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ذرا سنئے توجہ سے سنئے۔

Dr. Sahib please, you continue Bahrawar Sahib

Akhunzada Bahrawar Saeed: "were Tribal Areas and includes-

i) the Tribal Areas of Baluchistan and the North West Frontier Province; and

ii) the former States of Amb, Chitral, Dir and Swat".

And then Sir, as I have explained the Provincially Administered Tribal Areas and then comes the Federally Administered Tribal Areas and this piece of land does not lie within the ambit of either Provincially Administered Tribal Areas or within the ambit of FATA or within the ambit of any other province. This has been kept there only that the Political Agent should enjoy or the Deputy Commissioner should enjoy.

میرے دوست تین دفعہ نکتہ چینی کرنا تو جانتے ہیں لیکن مجھے اس پر بڑا افسوس ہے کہ یہ کیوں نہیں بیان دے دیتے کہ ہم اس علاقے کو merge کر لیں گے یہ بھی ہمارے بھائی ہیں ایک تو میری ایجنسی سے تعلق رکھتا ہے مالاکنڈ ڈویژن سے تعلق رکھتا ہے وہ کیوں نہیں کہتے کہ ہاں ہم سے یہ غلطی ہوئی ہے ہم اس کی طرف توجہ دیں گے اس کو merge کریں گے ان کو بھی وہی حقوق دیں گے جو کہ خود ان کو حاصل ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اخونزادہ صاحب تھوڑی سی اس پر روشنی

ڈالیں کہ اس وقت ان کا status کیا ہے۔

اخونزادہ بہرہ درسعید: جناب اس وقت نہ وہ FATA میں شامل ہیں جس کو کہتے ہیں Federally Administered Tribal Area، نہ وہ PATA ہے جس کو کہتے ہیں Provincially Administered Tribal Area، اور نہ وہ ایجنسی ہے اور نہ وہ settled area ہے جناب ہماری گزارش اس میں یہ ہے فرض کریں یہ Provincially Administered Tribal Area کا حصہ مانتے ہیں تو یہ اس ہاؤس میں ایڈمٹ کردیں کہ یہ Provincially Administered Tribal Area کا حصہ ہے اس کے متعلق وہ صوبائی حکومت کو کہہ دیں گے کہ وہ سارے قوانین جو کہ PATA میں Provincially Administered Tribal Areas میں نافذ ہیں یا جو آئندہ نافذ ہوں گے وہ اس پر بھی نافذ کریں اور اگر وہ ایسا نہیں ہے اور Federally Administered Tribal Areas میں ہے تو پھر وہ صدر کو اسی آرٹیکل کے ۲۴۷ کے تحت.....

Article 247(4). Notwithstanding anything contained in the Constitution, the President may, with respect to any matter within the legislative competence of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) and the Governor of a Province, with the prior approval of the Presidnet, may, with respect to any matter within the legislative competence of the Provincial Assembly make regulations for the peace and good government of a Provincially Administered Tribal Area or any part thereof, situated in the Province.

(5) Notwithstanding anything contained in the Constitution, the President may, with respect to any matter, make regulations for the peace and good government of a Federally Administered Tribal Area or any part thereof.

(6) The President may, at any time, by Order, direct that the whole or any part of a Tribal Area shall cease to be Tribal Area and such Order may contain such incidental and consequential provisions as appear to the President to be necessary and proper;

[Akhunzada Behrawar Saeed]

So, the position is quite clear. If they claim that it is a part of Provincially Administered Tribal Areas, let them prove it. If their claime is for FATA then they should move it to the President and the President may merge this. The President is competent to do that but there is no need of amending the Constitution.

Mr. Deputy Chairman: So, there is a provision also to this clause.

Akhunzada Bahrawar Saeed: Provided that the wishes of the people are ascertained. **Mr. Deputy Chairman:** Ascertained?

Akhunzada Bahharwar Saeed: Yes Sir. Wishes of the people will be ascertained But let some steps be taken, Sir. Why are they sleeping over it?

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بہت چھوٹا علاقہ ہے اس پر سوچنے کی بات نہیں ہے، یہ اپوزیشن کی بات نہیں ہے یہ ذرا دلیرانہ قدم اٹھائیں اور جیسا کہ ہائی کورٹ نے اس کو PATA میں declare کیا ہے اس کے ساتھ agree کریں وہی حقوق بحال کریں۔ پولیٹیکل ایجنٹ کا نظام ختم کریں ایف سی آر میں ترمیم کریں fundamental rights کو سارے قبائلی علاقوں میں introduce کریں اور اس علاقے کو merge کر کے ہمیشہ کے لئے ان کی تکالیف کا مداوا کریں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: میں جناب کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک اہم مسئلے پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا۔ جناب والا! شاد محمد خان صاحب نے ابھی جو قرارداد یہاں پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے اور حکومت کو چاہیئے کہ وہ اسے lightly تصور نہ کرے بلکہ اولین فرصت میں اس پر غور کرے تاکہ یہ جو ایک پرانا معاملہ ہے جس میں confusion ہی confusion ہے وہ حل ہو جائے۔

بدقسمتی سے یہ علاقہ دو ڈویژنز کے مابین واقع ہے اور جس زمانے میں دربند سٹیٹ کو خان عبدالقیوم خان کے زمانے میں تقسیم کیا گیا۔ امب کا حصہ tribal area میں تھا لہٰذا اسے جوں کا توں رہنے دیا اور نواب کی حکمرانی وہاں منظور کی گئی جہاں تک دربند کا علاقہ تھا یہ اسی ایریا مداخیل، حسن زئی، نصرت خیل، بسی خیل اور اکازئی وغیرہ کے ساتھ ملحقہ تھا لہٰذا اس علاقے کو انہوں نے فرنٹیئر کے ساتھ merge کیا اسی گدون امازئی کے ایریا کو بھی فرنٹیئر میں merge کیا گیا اور وہاں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا نہ وہاں فوج بھیجنے کی کوئی ضرورت محسوس کی گئی بلکہ وہاں کے عوام نے صوبائی حکومت کو استدعا کی کہ ہمیں وہ مراعات دی جائیں جو نچلے علاقے میں دی جارہی ہیں اور اس کے جتنے بھی elders تھے انہوں نے یہ بات دہرائی جو کہ میرے محترم بھائی اخونزادہ صاحب نے ابھی آپ کے سامنے فرمائی ہے۔ انگریزوں نے پختونوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور وہ اس لئے تقسیم کیا کہ ایک انگریز نے اس بارے میں لکھا ہے کہ مجھے پختونوں کے منہ سے حاکمیت کی بو آرہی ہے۔ سات سو سال تک انہوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے اور آج بھی وہ اس پر نازاں ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر حکومت برطانیہ کے خلاف ہندوستان میں کوئی شورش برپا ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبہ سرحد سے شروع ہوگی۔ لہٰذا اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا آج بدقسمتی سے یہ حصہ دو ڈویژن کے درمیان واقع ہے جہاں چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں گاڑیاں چرائی جاتی ہیں۔ بچے چرائے جاتے ہیں اور یقین جانئے جناب والا! رمضان کے مہینے میں بھی وہاں کے نچلے طبقے کے جو پولیٹیکل حکام ہیں وہ ان بدمعاشوں اور نمبرداروں کو کہتے ہیں کہ ہمارے لئے افطار کا انتظام کریں۔ گاڑی چوری کریں جس میں سے ۱۰ ہزار آپ لیں گے تو پانچ آپ اور پانچ ہمیں دیں۔ بچے اغوا کریں جس میں کم از کم ۱۵ ہزار روپے وہ لیتے ہیں۔ جناب والا! بچوں کے اغوا عورتوں کے اغوا، گاڑیوں کے اغوا کے علاوہ اب سننے میں آیا ہے کہ وہاں قمار بازی کے متعدد اڈے شروع ہو گئے ہیں۔ ایک ہوتا ہے ظلم اور ایک ہوتا ہے ظلم عظیم۔

ایک طرف سوات ڈویژن ہے اور ایک طرف ہزارہ ڈویژن ہے پھر عجیب بات ہے کہ یہ نہ پاٹا ہے اور نہ فاٹا ہے جب دربند کو merge کیا گیا تو ان علاقوں کے بارے میں بھی بات چلی تھی جو آج تک جناب چل رہی ہے یعنی اس کا فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ گلہ میرا خراب ہے مجھے بخار بھی ہے۔ لیکن میں اٹھا صرف اس ہاؤس کو یہ بتانے کے لئے کہ مدت مدید ہو گئی ہے آج تک نہ سنٹرل گورنمنٹ نہ صوبائی گورنمنٹ نے اس طرف کوئی قدم اٹھایا ہے اگر حکومت یہ کہتی ہے کہ یہ merged ہے تو وہاں پولیس کیوں نہیں گئی وہاں ہائیکورٹ کیوں نہیں ہے وہاں علاقے کا بندوبست کیوں نہیں ہوا وہاں ہائیکورٹ کی رٹ آج تک کیوں entertain نہیں ہوتی یہ تین چار سوالات ہیں جن کا جواب یہ ہمیں دیں۔ ان کی عجیب پوزیشن ہے کہتے ہیں کہ Area ہے Tribal Area تو ہے لیکن either FATA ہے یا PATA ہے پہلے ہے نہ ہے تو ہم حیران ہیں، دنیا بھی حیران ہے۔ وہاں کے لوگ بھی حیران ہیں اور وہاں کی educated نئی نسل بھی کہہ رہی ہے کہ ہمارے ہاں ایم پی اے بھی ہے لیکن ہمیں وہ مراعات نہیں دی جا رہی ہیں جو کہ ہزارہ میں یا سوات ڈویژن میں لوگوں کو میسر ہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہیئے کہ اولین فرصت میں یہ فیصلہ کرے۔ اس کو فاٹا تصور کرے یا merged are ۔ پاٹا کا زمانہ بھی گیا میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کو ہزارہ کے ساتھ merge کریں کیونکہ اس کے سارے رستے ہزارہ کی طرف جاتے ہیں اور اس کے سارے دریا بھی اس طرف بہتے ہیں۔ It is a natural part of the Hazara Division. لہٰذا میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ آپ کا بے حد شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب پیر عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب، جناب والا! میں اس پر چند ہی الفاظ کہوں گا۔ جناب بہرہ ور سعید صاحب اور جناب محمد علی خان صاحب نے شاد محمد خان صاحب کی یہ موشن جو کہ دو سالوں سے

مختلف اوقات پر ایجنڈے پر آتی رہی تاکہ یہاں بحث کے لیے پیش ہو سکے لیکن اس کا موقع نہیں آرہا تھا اور یہ یقیناً اتنا اہم اور ضروری معاملہ ہے جس کا کم از کم ایک جمہوری حکومت کو فیصلہ کرنا چاہیئے تھا۔ میں ایک چیز آپ کے اور اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ آئین یقیناً آرسی او کے تحت revive ہوا ہے لیکن یہ جو آرٹیکل ۲۴۶ اور ۲۴۷ ہیں یہ اس کے original ہیں یعنی ۱۹۷۳ء کے آئین کے ہیں۔ اس وقت بھی اس علاقے کی طرف توجہ نہیں دی گئی تھی۔ کبھی کبھی یہ آواز اٹھتی ہے کہ اس آئین میں amendments ہوئی ہیں اور اس آئین کو dis-figure کیا گیا ہے۔ آئین بنتا رہتا ہے اور قوم کی ضرورت کے مطابق اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جب یہ آئین بنا تو اس وقت یعنی ۱۹۷۳ء میں یہ disfigured نہیں تھا مگر اس وقت بھی اس علاقے کو نظر انداز کیا گیا۔ آج جب کہ ہمارے ایک معزز ممبر نے اس کو اٹھایا، سینیٹ، حکومت وقت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہے اور میں یہ کہوں گا کہ بغیر کسی تاخیر کے، بغیر کسی رکاوٹ کے، اور مزید وقت ضائع کیے بغیر فیصلہ کریں۔ کیونکہ یہ تو No man land ہے کل وہ revolt بھی کر سکتے ہیں وہاں کالا ڈھاکہ میں ایک آدمی اٹھ کر حکومت بھی قائم کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر کسی کی حکومت نہیں۔ میں یو این او میں اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں۔ یقیناً یہ حالت ہو سکتی ہے تو ہمیں اس کا فوری فیصلہ کرنا چاہیئے اور ایک چھوٹے سے ریفرنڈم میں ان سے پوچھا جائے کہ وہ کس علاقے میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کسی علاقے کو development، نمائندگی اور انصاف سے دور رکھیں گے تو کسی حالت میں بھی وہاں کے لوگ خوش نہیں ہو سکتے تعلیم وہاں بہت کم ہے۔ جیسے پاکستان میں ۲۸ یا ۲۲ فی صد ہے وہاں پر ۲ یا ۳ فی صد کی پوزیشن ہو گی۔

یہاں ذکر ہو رہا تھا کہ سوات کے ساتھ یا ہزارہ کے ساتھ merge کیا جائے تو preferably وہ لوگ بھی ہزارہ کے ساتھ merge ہونے کے لئے کہیں گے کیونکہ culturally وہ اتنا عرصہ ہزارہ کے ساتھ رہے ہیں حالانکہ

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

. Sunday, March 25, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate, Hall (Parliament House), Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

ترجمہ :- اور (سُن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے - اور خدا ہی کارساز کافی ہے ٥ لوگو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) اور لوگوں کو پیدا کر دے اور خدا اس بات پر قادر ہے ٥ جو شخص دُنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو خدا کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کے لئے اجر (موجود) ہیں اور خدا سنتا دیکھتا ہے ٥ (سورہ النساء)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین : جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ڈاکٹر محبوب الحق

ہزارہ میں زیادہ تر ہندکو زبان بولی جاتی تھی جبکہ ان کی زبان پشتو ہے۔ لیکن مانسہرہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ ہمارا بٹلہ کا جو علاقہ بھی ہے پشتو سپیکنگ ہے لیکن یہ علاقہ culturally ہزارہ کا حصہ ہے ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ان کے تعلقات زیادہ رہے، ان کی intermarriages ہوئی ہیں۔ بہتر یہی ہو گا کہ وہاں کے علاقے کے لوگوں کی رائے لے کر ان سے پوچھ کر فوری طور پر اس کو merge کیا جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب والا! بات jurisdiction کی نہیں ہے کہ FATA میں ہے یا PATA میں ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جہاں بھی انسان رہتے ہیں ان کی protection کرے اور انصاف کا تقاضا پورا کرے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کس طریقے سے اس کو ایک ڈویژن کے ساتھ یا دوسری ڈویژن کے ساتھ merge کرتی ہے البتہ اتنا ضروری ہے کہ ان لوگوں سے پوچھا جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ یہ بھی نظر آیا ہے کہ ہم نے جرگہ توڑا تو جرگہ کی جگہ جو قانون آیا وہ اس سے بدتر تھا۔ لہٰذا لوگوں سے پوچھا جائے اور وہاں پر کم از کم ایسی فورس ہونی چاہیئے جس سے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ ہو سکے جہاں آسانی کے ساتھ قمار بازی نہ ہو سکے۔ جہاں کسی کو اتنی سہولت نہ ہو کہ وہ ڈاکے مار سکے اور چوری کر سکے یا وہاں جا کر پناہ لے سکے۔ ویسے بھی یہ ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ جہاں چور ڈاکو ہوں اور وہاں کے لوگوں کو اگر حکومت انصاف اور تحفظ نہیں دے سکتی تو وہ حکومت حکومت کہلانے کی حقدار نہیں ہے۔

اس بات کو صرف نظر کرتے ہوئے کہ یہ علاقہ کس علاقہ میں merge ہونا چاہیئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب ریفرنڈم ہوا تھا تو ہر جرگہ نے پاکستان میں شمولیت کے لئے لکھ دیا تھا۔ اس لئے مجھے حیرت ہوئی ہے کہ یہ علاقہ کیسے بچ گیا، کیوں بچ گیا، یا تو revenue والوں نے یا پولیٹیکل ایجنٹوں نے

اپنے مقاصد کے لئے رکھا ہوگا۔ جیسے کہ میرے کچھ دوستوں مثلاً جناب محمد علی خان صاحب نے کہا کہ یہ علاقہ غنڈہ عناصر کے لئے جائے پناہ ہے، اور وہاں کے کرتا دھرتا، اس کو روزی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، یہ تو بہت قبیح بات ہے، جسے ساری دنیا کو condemn کرنا چاہیئے، اس سلسلے میں حکومت کو فوری قدم اٹھانا چاہیئے۔ یا تو صوبہ سرحد کی حکومت اس کو اپنے ساتھ ضم کرنے یا صدر صاحب کریں، اس بات کا دونوں کو اختیار ہے، اس کے لئے آئین میں ترمیم کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں ہے، صرف notification جاری کرنا ہے کہ یہ علاقہ فلاں ڈویژن کے ساتھ منسلک ہے، اور وہاں پر تمام قوانین لاگو ہوں گے۔ اگر وہاں جرگہ سسٹم ہے تو جرگہ کے قوانین لاگو ہوں گے اگر جرگہ نہیں ہے تو پھر regular قوانین لاگو ہوں گے یا جیسی بھی صورت ہو، اس پر عمل ہونا چاہیئے، ویسے تو ہم regular قوانین کے خلاف ہیں، ہمارا اپنا نظام ہے، ہم اسے مانتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی عبدالمجید صاحب۔

قاضی عبدالمجید: جناب والا! میں اس کی پُرزور تائید کرتا ہوں، ہمارے دوست شاد محمد خان صاحب نے جو کہا ہے، درست کہا ہے۔ جب محمد حنیف خان صاحب اس بات کی وضاحت کریں تو میں ان کی توجہ اس پوائنٹ کی طرف دلاؤں گا کہ جب وہاں کا ایک ایم پی اے، موجود ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایریا موجود ہے تب ہی تو وہاں کا کوئی ایم پی اے موجود ہے، جیسے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے اگر یہ صورت ہے تو وزیر صاحب کو تو assurance دینی چاہیئے کہ ہم یہ کر دیں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایریا ایسا ہے جہاں سہولتیں نہیں ہیں اور وہ کسی کے ساتھ منسلک نہیں ہے تو اسے کسی ڈویژن کے ساتھ منسلک کرنا چاہیئے اور وہاں کے طور طریقوں کے مطابق ان کو سب سہولتیں ملنی چاہئیں۔ یہ تو ایک عجیب بات ہے کہ

ایک ایسا حصہ ہے، جہاں سہولتیں نہیں ہیں اور وہاں کا ایک ایم پی اے بھی ہے مگر وہاں سہولتیں نہیں ہیں، میں تو اس حق میں ہوں کہ یہ سہولتیں وہاں فوراً دے دینی چاہئیں اور اس میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں جناب محمد حنیف خان صاحب سے گزارش کروں گا کہ جیسے جناب شاد محمد خان صاحب نے اپنی اس قرارداد میں point out کیا ہے، میرے خیال میں بھی واقعی یہ ایک confusion ہے، سینٹ کے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ وہاں کے ایریا کے لوگوں کو بھی واقعی پریشانی ہو گی اگر وہ صوبائی یا مرکزی حکومتوں میں سے کسی ایک کی طرف بھی consider نہیں ہو رہے ہیں، تو اس کی بڑی implications ہیں، ہمارے ہاؤس کی اور سب کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ وہاں ملکی قوانین لاگو ہوں۔ جناب شاد محمد خان نے اس طرف توجہ دلائی ہے، اگر واقعی یہ صورت ہے تو ہم جناب شاد محمد خان صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی اس مسئلہ کو اسی spirit میں لیں، اور وہاں کے لوگوں کے مفادات کو سامنے رکھ کر کچھ ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد حنیف خان: یہ موشن پہلے بھی جناب شاد محمد خان صاحب کی طرف سے ہاؤس میں آئی تھی، اس کو ہم نے صوبائی حکومت کے پاس بھیجا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے ہمیں لکھا ہے کہ:-

"Kala Dhaka is an integral part of Mansehra district. According to the Constitution of 73 it has been declared as Provincially Administered Tribal Area of NWFP likewise districts of Dir, Swat or Malakand Agency."

آئین کا آرٹیکل ۲۴۶ (بی) پڑھتا ہوں جہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ:-

"....., the Tribal Area adjoining Mansehra district ....."

شاد محمد خان صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ وہ علاقہ نہیں ہے جس کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس علاقہ سے صوبہ سرحد میں ان کی نمائندگی ہو رہی ہے اور وہاں ان کا اپنا ایک ایم پی اے ہے۔ تو یہ ایک

ایسا علاقہ نہیں ہے جسے No man's land. کہا جاسکے۔

This is Provincially Administered Tribal Area which is defined in Article 246 and mentioned as the Tribal Area adjoining Mansehra district.

اس علاقے کا صوبائی اسمبلی میں ممبر ہے، اگر وہاں کے لوگوں کو، وہ حیثیت جو ان کو اس وقت ملی ہوئی ہے، وہ منظور نہیں ہے تو اس علاقے کے ایم پی اے کو چاہیئے کہ وہ سرحد اسمبلی میں یہ مسئلہ اٹھائے جیسے کہ ہمارے مہمان چاہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔

جناب والا! جہاں تک جناب محمد علی خان صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں نہ تو پولیس ہے اور نہ ہی کوئی ایسی اور فورس ہے اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں سرحد میں جتنے بھی Provincially Administered Tribal Areas ہیں جن میں مالاکنڈ ایجنسی بھی شامل ہے، وہاں پر بھی پولیس نہیں ہے، وہاں پر ابھی تک FATA چلتا رہا ہے اس کے بعد FATA Regulations ہائی کورٹ نے ختم کیا.....

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! دیر میں پولیس ہے، ضلع سوات میں پولیس ہے مالاکنڈ میں پولیس ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد حنیف خان: میں جناب ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مالاکنڈ میں کون سی پولیس ہے وہاں پر مقامی فورس ہے جسے مالاکنڈ لیوی کہتے ہیں، وہاں پر اب تک FATA کے قوانین چلتے رہے، ان کو ہائی کورٹ نے ختم کیا۔ اس کے وزیر اعلیٰ سرحد نے ہم سب کو بلایا، جس میں سینیٹرز صاحبان بھی شامل تھے اور انہوں نے وہاں پر ہم سے پوچھا کہ آپ وہاں پر کون سا قانون چاہتے ہیں اس پر ہم نے اپنی اپنی رائے دی۔ اسی طرح اگر اس علاقے کے لوگ صوبے میں رہنا نہیں چاہتے یا وہاں پر کوئی اور قانون چاہتے ہیں یا جو بھی حیثیت چاہتے ہیں۔ اس کو وہ صوبائی اسمبلی میں اٹھائیں، اس

کے لئے وہاں پر ریزولیوشن پاس کریں یا جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں وہاں کریں۔

میں یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ یہاں کہا گیا ہے کہ اس کے لئے amendment کی ضرورت نہیں ہے، اس کے لئے amendment کی یقیناً ضرورت ہے کیونکہ آرٹیکل ۲۴۶ میں اس کا mention ہے۔ اس لئے آئین کو amend بھی کرنا ہوگا اس کے لئے وہاں پہلے ریزولیوشن پاس ہو، پھر یہ قومی اسمبلی میں آئے اور اس طرح سے اس میں amendment ہو سکتی ہے، میرے بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ambiguity کوئی نہیں ہے، یہ وہی علاقہ ہے جو Constitution میں mention ہے اور Provincially Administered Tribal Area ہے۔ اس بنا پر میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جہاں تک Provincially Administered Tribal Area کے لئے Constitutional amendment کی ضرورت کا تعلق ہے اس کے بارے میں میں اس وقت fully prepared تو نہیں ہوں لیکن بلوچستان میں اسی طرح کے جو علاقے تھے، جیسے ژوب اور لورالائی ہیں، وہاں پولیٹیکل ایجنٹ سسٹم ہوا کرتا تھا، لیکن آہستہ آہستہ administrative changes کے ساتھ ساتھ وہاں اب ڈپٹی کمشنرز مقرر ہیں وہاں Police وغیرہ صوبائی حکومت نے At its own re-enforce کردی ہے گو کہ Constitution میں اس طرح mention ہے لیکن without having the Constitutional amendment وہ I think that is possible. آگئی ہیں تو Administrative changes لیکن یہ ہے کہ اس کو بعد میں take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب محمد حنیف خان: جہاں تک administration کا تعلق ہے، وہاں انتظام چلانے کی فورس کو وہ لیوی کہتے ہیں، آپ اس کا نام تبدیل کر کے پولیس رکھ سکتے ہیں، اس قانون کو تبدیل کر سکتے ہیں، یہ سارا کچھ ہم کر سکتے ہیں۔ لیکن اس علاقے کو Provincially Administered Tribal Area سے نکالنے کے لئے آئینی ترمیم کی ضرورت ہے۔

جناب محمد علی خان : میں جناب وزیر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں پولیس نہیں ہے تو کیا وہاں مالاکنڈ ایجنسی جیسی فورس لیوی ہے۔

(۲) کیا وہاں پر آج تک کوئی مجسٹریٹ گیا ہے؟
(۳) وہاں آج تک کوئی اراضی کا بندوبست ہوا ہے؟
(۴) کیا وہاں پر ہائی کورٹ کی writ کا اختیار ہے؟
ان چاروں نکات کا وہ جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر صاحب بھی میرے خیال میں ارشاد فرما لیں تو پھر آپ جواب دیں۔ سوالات کا سلسلہ طویل ہو گیا ہے، لیکن یہ issue بہت important ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : لیکن جناب والا! یہ چاروں سوالات بہت اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : صحیح ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : اس میں صرف ایک اضافہ کر دیجیے کہ جہاں تک Constitutional amendment کا تعلق ہے تو دستور کی دفعہ ۲۴۷ کی کلاز (۶) یہ کہتی ہے۔

"The President may, at any time, by Order, direct that the whole or any part of a Tribal Area shall cease to be Tribal Area, and such Order may contain such incidental and consequential provisions as appear to the President to be necessary and proper:

Provided that before making any Order under this clause, the President shall ascertain, in such manner as he considers appropriate, the views of the people of the Tribal Area concerned, as represented in tribal jirga."

اس کے تحت amendment کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہاں Provision موجود ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بالکل صحیح ہے، شکریہ!

جناب محمد حنیف خان: جناب والا! وہاں کے اس علاقے سے صوبائی اسمبلی میں ممبر موجود ہے اگر اس علاقے کی حیثیت میں کوئی change لانی مقصود ہے جس کو وہاں کے لوگ ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا ممبر جو صوبائی اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے وہ وہاں صوبائی اسمبلی میں ایک resolution move کرے یا جو کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں وہ وہاں کریں۔ اس کے علاوہ جہاں تک settlement کے نہ ہونے کا تعلق ہے Settlement تو مالاکنڈ میں بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔ اس کی ایڈمنسٹریشن ڈپٹی کمشنر مانسہرہ چلا رہا ہے۔ وہ تو ان کا اپنا arrangement ہے۔ جس طریقے سے وہ چلا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ معاملہ ذرا serious ہے۔ اس لئے کہ یہ علاقہ، جہاں سے ایک ایم پی اے ہو اور وہاں پر کوئی ڈسٹرکٹ لیول یا سب ڈویژن لیول پر کوئی ایڈمنسٹریشن نہ ہو تو پھر اس علاقے کے لوگوں کا تو خدا ہی حافظ ہے میرے خیال میں وہ پاکستان کے لوگوں کے ساتھ اس race میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس لحاظ سے administratively یہ بہت ضروری ہے کہ وہاں کے علاقے کے لوگوں کی بنیادی ضروریات جو ہیں وہ سب ڈویژن لیول پر یا ڈسٹرکٹ لیول پر ہوں۔ میرے خیال میں یہ ان کا حق ہے اس بحث سے باہر نکل کر بھی کہ یہ provincial subject ہے یا federal subject ہے لیکن after all they are Pakistani nationals اور میرے خیال میں اس ایوان کا یہ فرض ہے کہ سب کے interest کو lookafter کرے۔ تو اس spirit میں اگر اس بات کو لیا جائے.....

جناب محمد حنیف خان: اس حد تک تو صحیح ہے۔ اس حد تک اگر آپ یہ recommend کر دیں ان کو کہ بھی جو بنیادی ضروریات ہیں یا کوئی administrative changes آپ تجویز کرنا چاہتے ہیں.....

Mr. Khan Bahadur Khan: What is the resolution before the House Sir?

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے بہادر خان صاحب آپ سے request کی ہے۔

Mr. Khan Bahadure Khan: It is a misconstituted resolution, let them bring a proper resolution.

Mr. Deputy Chairman: That is a good suggestion.

Khan Bahadur Khan: Let them bring a proper resolution in the spirit that is required.

Mr. Deputy Chairman: That is right, we must follow a good spirit,

اور اس میں جو basic issue ہے اس کو حل کرنا چاہیئے۔ اگر اس قرارداد میں کچھ قباحت ہے اور purpose solve نہیں کرتی ہے تو it can be changed لیکن یہ ہے کہ جو ضرورت ہے وہ پوری ہونی چاہیئے۔ شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: میں اس سے یہ اخذ کر رہا ہوں کہ وزیر صاحب کی ہمدردی ہمارے ساتھ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں نہیں وزیر صاحب نے اپنی ہمدردی کا اظہار کر دیا ہے۔

جناب شاد محمد خان: میں اس پہ آرہا ہوں جناب۔ یہ جو کہتے ہیں کہ وہاں کا ممبر ہے۔ ممبر بھی ان کی مجبوری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ تو شاد محمد صاحب بات آگے نکل گئی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں اس ریزولیوشن جس میں آپ کو shortcomings یا جو خامیاں نظر آرہی ہیں اور جسے چاہتے ہیں.....

(مداخلت)

نہیں میں آپ کو سنتا ہوں۔ لیکن آپ ان کی بات کو appreciate کریں۔ اب وہ provincial member کی بات ختم ہو گئی۔ آپ کی قرارداد میں بھی جس طرح وہ کہتے ہیں substance نہیں ملتا۔

جناب شاد محمد خان: جناب والا! دراصل بات یہ ہے کہ تکلیف ہم کو ہے مانسہرہ اور سوات والوں کو۔ جہاں ڈاکے پڑتے ہیں اور ڈاکو مال لے کر وہاں پناہ لے لیتے ہیں۔ انتظامیہ شمل ہے کہتے ہیں FATA ہے وہاں

کوئی ایڈمنسٹریشن نہیں ہے۔ نہ FATA ہے نہ merged ہے اس کی پوزیشن clear نہیں ہے یہ جو اشارہ کر رہے ہیں کہ مانسہرہ ڈسٹرکٹ سے ملحق علاقہ، اس میں ٹرائبل ایریا بیٹ گرام اور کوہستان تھا جو بعد میں merge ہوا ہے۔ اس کا ذکر ہی اس میں نہیں ہے۔ اور ہم وہاں جو پٹتے ہیں فریاد کرتے ہیں، اسے میں سینٹ میں لے آیا ہوں۔ ہماری کوئی بھی نہیں سنتا۔ کہتے ہیں کہ ہم بے بس ہیں۔ جب تک باقاعدہ federal government سے merge نہیں ہو گا۔ نوٹیفکیشن کے ذریعہ کوئی ہدایات نہیں ملیں گی وہاں enforcement of law نہیں ہو گا۔ ہم بے بس ہیں۔ لہٰذا یہ علاقہ no man land ہے۔ تباہی بربادی ہے اور ان کی یہ کمزوری ہے کہ وہ ممبران کو ووٹ دے رہا ہے، صوبہ سرحد میں ووٹ کی ضرورت ہے، وہ حکومت کو Support کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو پھر ساری بات سے ظاہر ہے کہ یہ کم از کم FATA کا حصہ نہیں ہے provincially administered area ہے۔ جہاں صوبائی اسمبلی کا ایک ممبر بھی ہے اب اس کے بعد جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ ڈوب دوڑ لائی ہے یہ ہوا ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ سے وہ آہستہ آہستہ ڈسٹرکٹ لیول پر آ گئے اور ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن ہے وہاں پر۔ تو وہ ریزولیوشن میں اگر آپ specify کر دیں تو کیا قباحت ہے۔ دوبارہ قرارداد میں ترمیم کر دیں۔ اور اس کو پھر carry کرتے ہیں کہ وہاں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن لانی چاہیئے provincial administration کے under وہ آنا چاہیئے تاکہ ریگولیشنز وغیرہ وہاں enforce ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: یہ قرارداد بہت ہی اہم ہے۔ جو خان بہادر خان صاحب نے فرمایا یا محمد حنیف خان صاحب نے فرمایا۔ تو ضروری نہیں ہے کہ ہم اس میں ترمیم لکھ کر لائیں۔ زبانی ہم ترمیم کرتے ہیں۔ ابھی ہم کرتے ہیں۔

اگر ان کو یہ بات سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں ان کی سمجھ میں بھی آگئی ہے اور ہماری سمجھ میں بھی آنی چاہیئے۔ اور میرے خیال میں خان صاحب اور پروفیسر صاحب آپ اس کا کچھ کریں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس علاقے کو ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق merge کیا جائے ہزارہ ڈسٹرکٹ میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب تو بہرہ ور سعید صاحب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ جناب شاد محمد خان صاحب نے جس طرح resolution move کیا ہے جس طرح administrative change چاہتے ہیں اس میں آپ لے آئیں تو we will carry the resolution and pass it on to the government.

جناب محمد حنیف خان: بالکل صحیح ہے، بالکل صحیح ہے۔ اس قسم کی لے آئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وہ agree کرتے ہیں۔ اس کو next day پر take up کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب شاد محمد خان: میں ابھی دے رہا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: On 27th we will take it up.

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Two clear days are required under Rules of Procedure.

Mr. Deputy Chairman: On 27th, Dr. Sahib you don't worry, I will satisfy your anxieties.

(Interruptions)

صاحب نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے حالیہ اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد علی خان صاحب نے اپنے بھانجے کی شادی کی بنا پر ایوان سے ۲۲ مارچ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب حمید الدین سیالوی صاحب نے ۲۲ تا ۲۹ مارچ ذاتی مصروفیات کی بنا پر رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: غلام فاروق صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر ایوان سے ۲۲ تا ۲۹ مارچ رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیخ علی محمد صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر اس ایوان سے ۲۲ تا ۲۷ مارچ رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۲۵ مارچ تا ۳ اپریل رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد طارق چوہدری نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۲۵ مارچ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان

اس پر مزید بحث نہیں ہو گی تو consensus ہی ہوا کہ جو اس کی administrative requirement ہے اس کے مطابق دونوں پارٹیاں مل کر resolution adopt کریں گی اور اس کے بعد اس کو through کر دیں گی۔

جناب شاد محمد خان: پھر یہ assurance ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: yes assurance دے دی ہے مجھے۔ حنیف خان صاحب نے۔

(مداخلت)

Akhunzada Behrawar Saeed: When? On the next Sunday?

Mr. Deputy Chairman: On 27th, the next sitting.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Two clear days are required.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ایک ریزولیوشن لانا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ Rule 125 ہے اس میں two clear days are required.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے ویسے رول جب آپ چاہیں ڈاکٹر صاحب amend بھی کرا لیتے ہیں۔ یہ ایوان پر ہے۔ جس طرح آپ چاہیں۔ کیسے کریں گے۔ محمد علی خان صاحب کیسے اس کو take up کرنا ہے۔

It is upto the House.

(مداخلت)

جناب خان بہادر خان: بات یہ ہے کہ کوئی مخالفت اس بنیاد پر نہیں کر رہا کہ وہاں کے لوگوں کو حقوق نہیں ملنے چاہییں۔ کوئی اس پر مخالفت نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ issue تو settle ہو گیا۔

جناب خان بہادر خان: میں عرض کر رہا ہوں۔ لیکن ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ resolution جو ہے یہ ہے کہ

This area should be merged in NWFP. This is the resolution.

(Interruptions)

خان بہادر خان: ایک نیا ریزولیوشن ان کو لانا پڑے گا کہ یہ merged area ہے اس کو فلاں فلاں مراعات نہیں مل رہیں وہ ان کو ملنی چاہییں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ text change کریں گے جو purpose کو solve کرے۔ تو جی پھر اس کو کب لیں؟ on next private member day پر لائیں گے یا کیسے کریں گے؟

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The objection will prevail.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جنرل سعید قادر صاحب جی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: آپ کی جو suggestion ہے کہ کل next sitting پر ہو سکتا ہے اور جو Minister of State for Parliamentary Affairs. objection کا Rule 125 کا ہے وہ آپ over rule کر سکتے ہیں provision ہے۔ پس آپ over rule کر دیجیے بات ختم۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ۲۷ کو we will take it up. اس کو صرف forward کرنا ہے۔

Next item 4 on the agenda, substantive resolution from Mir Hazar Khan Bijarani, Mr. Muhammad Ali Khan, Prof. Khurshid Ahmed, Dr. Bisharat Elahi, Syed Faseih Iqbal, Dr. Noor Jehan Panezai and Mr. Sartaj Aziz.

Mir Hazar Khan Bijarani, please move.

RESOLUTION REGARDING PROVINCIAL AUTONOMY

Mir Hazar Khan Bijarani: Sir, I beg to move the following substantive

motion on the conclusion of discussion on the motion moved by me on 18 September, 1989:-

> "The Senate of Pakistan views with grave concern the failure of the successive government in Pakistan in implementing effectively the quantum of provincial autonomy as provided in the 1973 Constitution and their inability to activate institutions like the National Finance Commission and the Council of Common Interests ....."

جناب ڈپٹی چیئرمین: بجارانی صاحب یہ موشن کا ٹیکسٹ کچھ changed ہے۔ میرے پاس جو ہے وہ کچھ اور ہے۔ میرے پاس جو original text ہے، وہ آپ کے پاس نہیں ہے۔ میرے پاس جو دستخط شدہ ٹیکسٹ ہے.....

Mir Hazar Khan Bijarani: Sir, in the first place this is the resolution that we had given.

Mr. Deputy Chairman: We have not received its copy as yet.

Mir Hazar Khan Bijarani: Sir, I have just now provided a copy but had provided earlier also. This was changed. The resolution which has been given to us, there is no sense in that

Mr. Deputy Chairman: You must identify your signature.

Mir Hazar Khan Bijarani: My signature is not there.

Mr. Deputy Chairman: What about your co-movers?

Mr. Basheer Ahmed: Point of order Sir. What I want to bring to your notice is that it is upto the Member to move a resolution and not upto the Secretariat. Let him move the resolution before the House and all Members will consider it.

Mr. Deputy Chairman: But as per rules the copy of the resolution is to be given to the Secretariat and the copy thereof to the Minis

concerned. So, I am compelled by the rules.

Mr. Basheer Ahmed: Sir, when a member says on the floor of the House that this is his resolution, then we should believe him.

(Interruptions)

Mir Hazar Khan Bijarani: Sir, a copy was provided but if there is any ambiguity, let us take it up again. We can discuss the resolution and then bring in a final draft.

(Interruptions)

I have already provided a copy.

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: We can object to it and we can have a discussion on it also.

Mr. Deputy Chairman: (Mr. Bijarani) please provide a copy to Dr. Sahib. He (Dr. Sahib) may go through it and if he has got any objection then we will have a debate on it.

(Interruptions)

Prof. Sahib a new situation has arisen. Now the original text is different from the present one.

Prof. Khurshid Ahmed: I appreciate this position and we may submit that the revised draft which we will give you now, be treated as notice also and it will be brought in the next meeting. This is the resolution which we want and not the one that was prepared otherwise.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی دستخط کر کے دے دیں۔

Mir.Hazar Khan Bijarani: O.K. We will do that.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Just now.

Mir Hazar Khan Bijarani: Just now, we will sign it and give it to you and Dr. Sahib.

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The resolution is not in accordance with the conditions laid down in Rule 121. We have to look into it whether the resolution is really covering all the things given in it or not?

Mir Hazar Khan Bijarani: Over-covering.

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: When it is adopted, it is the power of the House as the majority takes it that it should be passed otherwise, we must object if it is containing certain contradictory things.

Mr. Deputy Chairman: They will move the resolution. You (Dr. Sahib) will make your observation in your statement.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is very kind of you.

Mr. Deputy Chairman: So, please move your resolution.

Prof. Khurshid Ahmed: We will provide a copy of that.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: But in the new resolution amendments have been incorporated.

Mr. Deputy Chairman: You cannot make amendments. You can only object through your statement. There is no rule to make amendments to the substantive motion. You cannot but he, the mover, can give amendments. He is moving an amended resolution, a substantive motion now.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Then he should give another 7 days clear notice again for his amended resolution.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib, what difference will it make if after 7 days the same motion comes?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It makes a lot of difference. It is an abuse of rules. All at once without giving a notice he is bringing a resolution which is quite different from that which he has given to the Secretariat previously. Now he is reading his own.

Mir Hazar Khan Bijarani: No, Sir. Let me correct the position.

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib, as per Rule 125, only two days clear notice is required. He is just moving his resolution and as regards amendment to the resolution, we can take it for this.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, circulate the copy before moving the resolution.

Mr. Deputy Chairman: Yes, of course, you must get the copy. Dr. Sahib, you will get a signed copy of the resolution.

Please give a signed copy of the resolution to Dr. Sahib.

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is substitution of the things.

Mr. Deputy Chairman: Fresh notice after two days.

Prof. Khurshid Ahmed: Two days only.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, 7 days notice, it is a fresh resolution. Even if it is in contravention to Rule 194. Substantive motion converted into a resolution which has come with his signatures now is withdrawn by him. It means he is giving another which is not containing the contents of the original substantive motion. It means it is a new resolution. It shall contain seven days notice.

Mr. Deputy Chairman: As far as the rules are concerned, you are absolutely right. But we want just to push the work of the Senate That is the main idea behind it otherwise I am supposed to follow the rules.

Prof. Khurshid Ahmed: Even the seven days notice is clear, we want it

(7 days notice) to be discussed in the next private members day.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: But Prof. Sahib this seems to be a new substantive motion. So, it means that two days notice is supposed to be given.

Prof. Khurshid Ahmed: We are giving the notice now to discuss it on Sunday. They have a 7 days notice.

Mr. Deputy Chairman: Then we will sort it out in the Secretariat. So, we defer it now.

Mr. Deputy Chairman: Then, we will sort it out in the Secretariat. So, we defer it now.

Thank you.

Now, we take up the Legislative Business.

Item No. 5, Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq to move that the Enforcement of Shariah Bill, 1985, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

ENFORCEMENT OF SHARIAH BILL, 1985.

قاضی عبداللطیف: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ خصوصی کمیٹی کی رپورٹ کردہ صورت میں نفاذ شریعت بل ۱۹۸۵ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Khan Bahadur Khan on point of order.

Mr. Khan Bahadur Khan: Sir, the Justice Minister is busy with the Prime Minister.

اس نے کہا ہے کہ اس کیس کو میں خود ڈیل کروں گا اگر آپ مناسب سمجھیں ہیں اور میں قاضی صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ اس کو کل یا پرسوں لے لیں۔

Mr. Deputy Chairman: But this is for the first time that we are listening that Dr. Sahib is not responding and we would need a Minister here. This is as a special case, I don't know, why?

جناب خان بہادر خان: جناب میں وزیر متعلقہ ہوں اس واسطے یہ عرض کر رہا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. I will take the sense of the House as it is for the mover.

Khan Bahadur Khan: He (Mr Justice Minister) has moved certain amendments also, So, he has said that.

Mr. Deputy Chairman: It is for the mover. Prof. Khurshid on point of order.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میرے علم کی حد تک وزیر متعلقہ مذہبی امور کے وزیر ہیں وزیر قانون نہیں۔

Am I correct?

Mr. Deputy Chairman: That is right but I think, the Law Minister has moved some amendments to this Bill.

Mr. Khan Bahadur Khan: As a Member of the Senate, he can move the amendments and he has already moved the amendments. So, he is concerned with the amendments. Why not?

Mr. Deputy Chairman: Mr. Behrawar Saeed on point of order.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! ترمیم دینے والے کو حاضر ہونا چاہیئے اگر وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس کو مہلت نہیں دی جاتی بلکہ اس کی ترمیم کو مسترد کیا جاتا ہے۔ ایوان میں ترمیم پیش ہونی چاہیئے۔

We are not going to defer it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اور پھر صدر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ سینٹ میں شریعت بل تین سال سے ہے سینٹ اس کو پاس نہیں کر رہا

[Mr. Deputy Chairman]

تو میرا خیال ہے کہ ہم ابھی تک اس بل کے بارے میں serious نہیں ہوئے ہیں، اس لئے وزیر صاحب کو موجود ہونا چاہیئے تھا اور مہینوں بعد یہ ایک دفعہ اپنی باری پر آتا ہے اور اس کے باوجود بھی ہم نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا اب اس وقت میرے ہاتھ میں تو کچھ نہیں ہے قاضی صاحب کی مرضی ہے، قاضی صاحب کیا آپ ان سے اتفاق کرتے ہیں، اس کو ڈیفر کراتے ہیں یا اس کو carry کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کورم بھی نہیں ہے اس کا خیال رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آپ کو کورم کا خیال آ گیا، کورم کو دیکھ لیتے ہیں۔

We will see whether the quorum is there?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب، quorum نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے، گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(The Bells were rung)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کورم نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کی نشست برخاست اور ۲۷ کی شام کو ۵ بجے انشاء اللہ دوبارہ ملیں گے۔

[The House adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Tuesday, the March 27th, 1990]